

Registered No. L. 2650.

AUGUST 1936.

شمال مسلمان



MUSLIM OF THE NORTH

MUSLIM OF THE NORTH



THE MUSLIM MOSQUE, KOBE, (Japan).

یہ جامع الشریعت میں الطلاقیت قدوة السکین یہ نہایت سند عدیت نہ لالا خمد ذکر گوئی نہیں ممکنہ
پسیا و کارا علیٰ حضرت بیانی حضرت مصطفیٰ اللہ بن بکری محدث بیانی حضرت مولانا حبیب رحیم
بیانی حضرت میں المبلغین مولانا محمد نصیر اللہ بن بکری حضرت اللہ علیہ السلام برائی کیسے کیا
مجاذیب

حضرت الانصار بھیرہ رنجاب

دراللہ کے دین کے مدگاروں کا گروہ

اعراض و مقاصد ۱۔ اندوں و بیرونی حملوں سے اسلام کا خفظ تبلیغ و اشاعت اسلام
۲۔ مسیح رسم باہمی شریعت اسلامیہ پر، احیا و اشاعت علوم دینیہ
۳۔ اپنامہ مسیح اسلام کا اجراء، وارالعلوم غیرہ جامع مسجد بھیرہ جو اپنے مختلف
طریقہ کار شہریں نصباب التحیل نصباب التکمیل دارالمبلغین بزرگ کالج حلیم القرآن کے ذریعہ
اسلام کی پتھریں خدمت انجام فرمائے رہے ۴۔ مبلغین کے ذریعے ملاک طول عرض بیان اسلامی زندگی پسیدا
کی جا رہی ہے ۵۔ سالانہ حلیم الشان کافرین (۵) امیر حرب الانصار کامبلغین کے ہمراہ سالانہ تلبیخی دعوہ
و تیکم خانہ ری کتب خانہ وہ جامع مسجد بھیرہ کی مرمت و تعمیر۔

جسیریدہ کے قواعد و ضوابط

۱۔ جو صاحب حرب الانصار بھیرہ کوں انکم پاچھیے ماننے عطا فرمائیں گے وہ سرپرست منتصوروں ایسے صحابہ
کے نام جسیہ اسلام میں ہمیشہ شائع ہوا کرنیجیے ایسے حضرات کی سفارش پر کھاپس اہم مساجد عربا یا طلباء کے نام
جسیدہ بلاعوض بھاگی کیا جائیگا۔ پاچھوچہ سے کم اور ایک ربعیہ سے نیا وہ جو صاحب ماننے عطا فرمائیں گے وہ معاونین
یہی شمار ہٹنے ساروں کی سفارش پر بیس اہم مساجد غربیاً یا ملک طلباء کے نام رسالہ جاری کیا جائیگا۔ اور
معاونین کے اسماء بھی شکریت کے ساتھ جسیدہ میں درج کئے جائیں گے۔

۲۔ رکان حرب الانصار کے نام جسیدہ منتھن کم از کم حارثہ اہم جوار یا تین ربعیہ ماننے مقرر ہے۔

۳۔ عام جنہیں سالانہ تین محرم اول پر جو رہیہ مقرر ہے۔ نمونہ کا پڑھتے ہیں آنہ کے مطلب موصوف ہوتے پر بھیجا جائیے۔

۴۔ دو ملک سر برگزیدی اور کچھ عشرہ میں بذریعہ داک بھیجا جاتا ہے۔ اکثر رسائل راستہ میں تنف ہو جاتے ہیں جسیں
صاحبہ ہمیشہ کی ۲۰ تاریخ تک سالانہ ملے اُنکی طرف کراطیع موصول ہونے پر وابہ بھیجا جاتا ہے ایسا لعل عذر نہیں کی صورت
ہیں وہ قدر مدد وارثہ ہو جاتا جملہ خط و کتابت و تریل زربا مام نجیب سالہ میں اسلام بھیرہ (پنجاب) ہوئی چاہیے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

३५४

شکن السلاح

تہلیکہ مکہم

جلد ۷ یادیت فوری مطابق ماه ذی قعده ۱۴۰۷ هجری شمسی

۵۷	فُو طُ بِلَكْ :- جامع مسجد بھیر و کا صدر دروازہ ..	۱
۵۸	" " اندر ولی نیشنٹر ..	۲
۵۹	مسجد (جوئی کی) ایک مسجد ..	۳
۶۰	مسجد کوبے (جاںان) کی نئی پہنچ مسجد ..	۴

ردیفار	صفحہ	فہدست مصباحین
۱	۲	تبیخی حظیہ
۲	۳	التبیخی
۳	۴	عبدالفضحی
۴	۵	جامع مسجد حبیب
۵	۶	تشکرہ امتنان
۶	۷	جیمنی میں تبیخ اسلام
۷	۸	د کوبا) جاپان کی پہلی مساجد میں پہلا خطبہ
۸	۹	سالانہ تبیخی دورہ کا الموا
۹	۱۰	حضرت امیر حزب الانصار کی روزگاری حج مبارک (ادارہ
۱۰	۱۱	حزب الانصار کا چھٹا لانہ جلسہ
۱۱	۱۲	نقشہ مردم شماری صوبہ پنجاب
۱۲		روہین

تبلیغی خطاط

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي نَزَّلَ الْقُرْآنَ لِيَهُدِي النَّاسَيْنَ ۝ وَقَالَ وَلَئِنْ كُنْ مُنْكَلَمَةٌ يَدْعُونَ
إِلٰى الْخَيْرِ وَيَا هُرَيْرَ وَنَبَّأَ الْمُعْرِوفَ وَنَهَى عَنِ الْمُنْكَرِ طَوَّا أَوْلَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝
وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَرَّ سُوْلَهِ مُحَمَّدٍ وَالِهِ وَاصْحَاهِهِ أَجْمَعِينَ ۝

آمَّا بَعْدَ! خدا کے قدوس علیٰ مجده کی حمد و نشان بیان کرو جس نے عالم انسان کی پہاڑیت و دہبری
کیسے قرآن پاک نازل کیا۔ ابی عالم کیلئے خیر و برکت کا ظہور ہوا۔ جس نے ہمیں روحانی فتوح کو حاصل کرنے کی امہیت
و فایدیت ہم پر ہو چکی اور قرآن والے افواہ الہی سے بہرہ یا بہرہ ہوئے جسکے وجود ذبحوں سے کائنات کا ذرہ آجھک
بھکار ہے۔ اس خدا کے قدوس کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے۔

اور درود وسلام بھجو! اس سیدالادیین والاخرين تاجدار مدینہ آفانے نامدار سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم پر جنکی علامی و متابعت کی وجہ سے اشیاک نے ہمیں یہ حمد و شرف عطا فرمایا کہ ہمیں امت
کے خطاب سے ہمیں یاد کی اور نہایم عالم پر فضیلت و برتری بختی۔ اس عطا و بخشش اور فضل و کرم کا شکر و
امتنان ہم پر واجب ہے۔

براد ران اسلام! دین اسلام ایک پاکیزہ، کامل و مکمل، فطری اور خدا کا پسندیدہ ذہب ہے۔ بیدن دنیا
میں اسلئے آیا ہے کہ جمیع ادیان پر غالب ہو کر رہے۔ وہ اپنے متبوعین کو ہر قسم کی روحانی اور جسمانی آزادی دیتے آیا ہے۔
وہ اپنی تعلیمات پر عمل کرنے والوں سے وعدہ کرتا ہے کہ میں انہیں دنیا کی ہر قوم پر غلبہ و تسلط بخشوں کا، دین و دنیا میں
ہر طرح سرخزو کروں گا اور بکے فردوں میں کائنات ارضی و سماوی کی تنفسی کی بخیاں ٹالدوں گا افسوسی تعلیمات پر گھر لے پیرا
ہونے ہوئے یہ ہر گز ہر گز ممکن نہیں کہ قرآن والی قوم کی علام اور درست نگر ہر مسلمان اقوام عالم پر غالب
رہنے کیلئے ہوں۔ انکا علام ہونا ایک ابدی صفات کا علام ہوتا ہے مسلمان خود اشتوں اور بندوبست کو اپنا بنا لیتے والا ہے۔ وہ
غلامی کیلئے ہمیں اسلام اور غلامی دو منفذ دیجیزیں ہیں۔ انکا مغلوب ہونا قرآنی وحدت کے مقابل ہے۔ اگر آج ہمیں اسکے
خلاف مسلمان غلام و حکوم نظر آ رہے ہیں تو سمجھ لیںسا چاہے کہ وہ عینی اور حقیقی و کامل مسلمان نہیں رہے۔ اگر وہ حقیقی اور کامل
مسلمان ہوتے تو ہر طرح آزاد اور اقوام عالم پر غالب ہوتے۔

براد ران ملت! کیسی بگڑا شش اور ما تم انگریز حقیقت ہے کہ قرآن والی قوم غلام ہے، مغلس و فلاش ہے اور
دوسری قوموں کے سامنے عاجزانہ گھٹنی ٹککے ہوئے ہے۔ مسلمانوں کا تخت و تاج کیوں چین گیا؟ وہ تخت عزت سے فرش
ذلت پر کیوں آ رہے؟ انکا عز و اقبال کیوں خاک میں مل گیا؟ انکی شوکت و عظمت کس لئے اپنا مہنی بلگی؟ اور وہ کو سطے

علام و مکوم ہو گئے؟ آئیے اس بات کا کوچ لگائیں۔ اپنے زوال کے اسباب کی تلاش کریں معلوم ہوتا ہے جس سے ضرور کوئی ایسی چیز جاتی رہی ہے جس کے قدر ان سے ہم اس حالت کو پہنچے اور یہ روز برا آیا کہ مسلمانان درگور و مسلمانی در کتاب

آج کے طبقہ میں میں آپ کوہی بتلوں گاہ کہ ہماری قوی ولی روح کیوں فنا ہو گئی اور ہم اپنے اوصاف و خصائص سے کیوں محروم ہو گئے۔ سنے اور بگوش ہوش سنے۔

یہ تو تم معلوم ہی کریکے ہو کر مسلمان بہترین امت ہیں وہاں کو اندھا لے نے تمام عالم پر فضیلت و برتری خلیلی ہے چنانچہ اشتادباری ہے۔ کنتم خدی رامۃ احریت للناس نامرون بالمعروف و نعمون عن المنکر یعنی مسلمانوں کے بہتر انتہا ہو کہ لوگوں کے نفع پہنچانے کیلئے پیدا کئے گئے ہو۔ نیک کاموں پر ہدایت کرتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو۔

اس سیست مبارکہ میں اللہ تعالیٰ اے فرمایا ہے کہ نہارے بہترین امت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ تم لوگوں کو یعنی کی طرف بلاتے ہو، براہی سے روکتے ہو اور ان شیرا بیان رکھتے ہو۔ امت محمدی کو جس بناء پر خبرامت کا معزز و مظہر خطاب مرحمت ہوا ہے وہی تین بائیں بائیں اوصاف ہیں معلوم ہو کہ جو مسلمان ان تین اوصاف سے خالی ہے وہ بہتر ہت ہیں ہے۔ نیز اس آیت شریفہ سے دو بائیں اور بھی ثابت ہوئی ہیں۔ ایک تو امر معروف یعنی منکر کی فضیلت و بزرگی کیوں کثیر امت اسی وصف سے موصوف ہے۔ دوسرے اسکی عورتیت کا ثابت یعنی ساری کی ساری امت کے پیڑا ہونے کا واحد سبب امر معروف یعنی منکر اور ایساں بالذہبے۔ اسیں مرد و حورت کی شخصیتیں نہیں۔ امت میں بوڑھے بیچے اور جوان سب ہی شرکیتیں۔ سب کی قومی ڈیوٹی اور وظیفہ حیات ہی یہ ہے کہ وہ اندھا لے بنکر خدا کے باعثی اور نافرمان بندوں کو اللہ والابنادیں مسلمانوں کا بھی قوی شعار اور طرہ امتیاز ہے۔ اس فرض کی سر انجام دہی میں سند یافت علم اور جد و دستار کی شرط نہیں، عامی مسلمان بھی وہی حق رکھتا ہے جو درس عالیہ، نظامیہ اور جامعہ ازہر کا فارغ التحصیل عالم۔

بلاد و ان اسلام اسلامانوں سے پہلے دنیا میں نہ مذہب کی لمبی تھی اور نہ قوموں اور اقوام کی بگروں اس جماعت کی ضرور کی تھی جس کو باری تعالیٰ امات کا واحد ذمہ دار فرار دیتے۔ اپنے آخری احسانی یعنی امامی و خوات و تسلیخ کیلئے منعین فرمائے اور اللہ والی جماعت روئے زین پر مفقود تھی۔ اسی لئے گمراہی و صداقت نے انسان کو اپنا بنائی تھا، نہ بھی حقیقیں ادھار قیمت دیا سے کم تھیں اور انسانیت در بدیعتک رہی تھی۔ اس کی کو باری تینجا جل شزار نے ہٹچ پورا کیا کہ اپنے پیارے عجیب محمد ﷺ ملے اللہ علیہ وسلم پر اپنا آخری یعنی قرآن مقدس نازل کیا اور جن پاکبڑے نفوس بندوں نے قرآن کی رہنمائی قبول کی اور اسلام کی پہلی آواز پر اپنا تمن مدن سب کچھ

قریان کر دیا اسکے ذریعہ فرض عائد کیا کردہ نہ کے بندوں کو خدا سے ملاتے رہیں۔ اور شیطانی و لفاسی حکومتوں کی بھگت انسانی دل و دماغ پر خدا کی حکومت و بادشاہی نام کر دیں پس اسلام یک تبلیغی مذہب ہے اور اسلام ایک تبلیغی قوم ہے۔ مسلمان دنیا میں اللہ کا پیاری اور اللہ کا سپاہی ہے۔ اسکا قومی فرض امر بالمعروف و نهى عن المنکر ہے اسی عالم کا مخالف ہے۔ اسکے کمز صوب پر عالم انسانی کی رہنمائی کا بارہوا لگایا ہے اور اسلام ناجینا احمد بن مسیحینا چنان پھرنا، پھر و حضرت مختار و کاشیکاری، جملہ علوم و فنون اور عالمی مشاصل اسی غرض کیلئے ہیں کہ وہ اللہ والابن اور گمراہ انسانوں کو بارہوا کبریائی پر بھکائے۔ اس مبارک و اہم فرض سے وہ ایک منف کے لئے بھی فاضل نہیں ہو سکتا۔

فرزندان اسلام ہمیں اس صفت کی پوری طرح تقدیر اشت کرنی چاہئے۔ کیونکہ ہمیں جو شرف و بزرگی حاصل ہوتی ہے وہ مشروط ہے امر بالمعروف و نهى عن المنکر کی شرط ہے۔ اگر ہمارے اندر صفت باقی نہیں اور ہم اس فرض کو سراجام دیتے رہیں گے تو ہم خیر امت کہلانے کے سبقت رہیں گے وہ ماس خلعت و انتیاز سے بنی اسرائیل کی طرح محروم کر دیتے جائیں گا پس یہ ایسا اہم فرض ہے جو یعنی مسلمان کبھی اعراض و خلفت نہیں کر سکتے ہمارا وجود و محض اسنے ہے کہ دنیا بھلائی سے بھروسے اور بائیوں سے بالکل پاک ہو جائے۔ دیکھئے اللہ پاک اس فرض اتنی کو دوسرا بھر اس طرح فرماتے ہیں:-

وَلَكُنْ مِنْكُمْ أَمَّةٌ يَتَّخِذُونَ إِلَيَّ الْحَبْرِ وَيَا مَرْوَنَ بِالْمَعْرَوَةِ وَيَهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُغْلُوْنَ ۝ اور چاہئے کہ تم ایسا اگر وہ لوگ دوسروں کو یکی کی طرف بلائیں۔ ایسے کاموں کی ہدایت کریں اور بے کاموں سے روکیں اور یہ لوگ مراہ کو پہنچیں والے ہیں۔

اس آیت سبار کہ میں جو لفظ منکر کیا یا ہے اور اس میں جو لفظ معنی ہے یہ کی تفسیر کے متعلق مفسرین میں اختلاف ہے۔ بعض کی پرائی ہے کہ تبعیض کیلئے ہے بعض کہتے ہیں کہ یہاں نہیں ہے۔ اگر تبعیض کے معنوں میں ہی ہے تو یہ معنے ہو گئے کہ تم میں ایک گروہ یعنی بعض انتہا ص ایسے ہوئے چاہیں کہ وہ دوسروں کو یہی کی طرف بلائیں۔ اگر اسکو بیان و تصریح دیا جائے تو مطلب یہ ہو گا کہ تم سب مسلمانوں میں یہ صفت ہوئی چاہئے کہ تم سب ایسا اگر وہ بجاو کہ تم اس قومی فرض یہ ہو کہ لوگوں کو نیکی کی طرف بلاو بہر عالم مسلمان اس فرض سے کبھی غافل نہیں ہو سکتے۔

اس آیت کی تفسیر میں علام شیخ محمد عبده گز نامتے ہیں کہ لوگوں کو خیر کی طرف بلازے، نیک کاموں کی ہدایت کریں اور بے کاموں سے روکنے کے مختلف مدارج ہیں۔ سب سے اعلیٰ اور اول درجہ یہ ہے کہ امت محمدی تمام اصنوف کو رینا اسلام اور قرآن کی دعوت دے اور اُسیں اس نور ہدایت میں مشرک کرے جس سے وہ خدا

فیضیاب ہے۔ دوسرے درجہ ہے کہ امت کے بعض افراد بعض کوئی کی تو غیب دیں اور بے کاموں سے بفرت دلائیں۔ اور تیسرا درجہ یہ ہے کہ خاص علماء پتے پند و نصائح سے عوام الناس کو ارکان اسلام سے اگاہ کریں۔ اور تیسرا آن و حدیث کا درس دیں۔

اسکے علاوہ بے شمار آیات و حدیث سے امر بالمعروف و نهیٰ عن المنکر کی فضیلت و تاکید ثابت ہوتی ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کا فرض دنیا میں بھلائی بھیلانا اور برلن کو مٹا نہ ہے۔ یہ امت وسط کاظم رائے امتیاز ہے۔

برادران ذوالاحزام آج عالم اسلام چیخ امطہبے کو مسلمان ہتفقی مسلمان نہیں رہے، مسلمانی کتابوں میں بند ہے۔ قرآن ندوی میں موجود ہے مگر قرآن والی قوم نہیں رہی۔ انکی ترقی و اقبال کا ستارہ غزوہ بیٹھ گیا، ان سے دینی و دینوی کامرانی چھین لی گئی۔ وہ ذیلیں وغیرہ ہو گئے۔ انکی اجنبیں اور لیڈر و دینہائیتیں ہیں مگر وہ ہوش میں نہیں آتے ایک مذہبی و سیاسی پروگرام اکواگے بڑھانا چاہتے ہیں مگر وہ اس سے مس نہیں ہوتے، تنظیم و اصلاح کا شور ہے مگر ہزو زدی دوز است اور الکاپلیٹ فارم نام و نمود کے بھوکوں، شکم پرستوں، جاہ طلبیوں اور بناوی دعیش مولویوں اور لیکچر اردوں کیلئے وقف ہو چکا ہے۔ یہ سب کچھ کیوں ہے؟ صرف اسلام کو حقیقی معنوں میں ہیلپنی چھادر کیا، مسلمانوں نے مذکورہ بالا فرض کو ترک کر دیا، اپنے مذکورہ اوصاف کو محدود یا اور وہ اللہ کے پیامی اور اللہ کے سپاہی نہیں رہے۔ یعنی قرآن علیم نے خیر امت ہوئی اور اقوام عالم پر ظلم دلانے کی بوشر طبلتاً تھی ہے۔ اسکو پورا نہیں کیا اور اس صفت خاص سے محروم ہو گئے۔ اور ہماری تمام ناکامیوں کا واحد سبب یہ ہے۔

بزرگان ملت اخو کو کیا ہمارے بہاں و غلوں، ہیئتیں لیکچر و تقریروں، تحریر و اور افہام و تفہیم کی کچھ کی ہے؟ کیا پر و پینڈھ کے وسائل مفقود ہیں؟ اور کیا دولت و ثروت اور علم و کمال کا فدا نہ ہے؟ نہیں بلکہ سوقت وہ فاقہ ہیزیں بقدر صورت موجود ہیں جو کسی قوم کی تعمیر و اصلاح اور زندگی و ترقی کیلئے ضروری ہیں۔ مگر چونکہ ہماری تسلیعی جد ہے اور دینی خدمات طریقہ نبوی کے مطابق نہیں اور ہماری پلیٹ فارم پر جاصل و نائشی و اغذی، بے عمل و ناہم نام نہاد مذہبی رہنا اور نام و نمود کے بھوکے لیڈر و رہنمای چھائے ہیں، اس لئے مسلمان بھی بے عمل اور دماغی عیاش ہوتے جا رہے ہیں۔ ہماری قوم کو بے عمل اور بیکار و اعظی نے صرف لفظوں کا پرستار اور پچھے دار تقریروں کا عادی بنادیا ہے اور رفتہ رفتہ ہی ہی علی قوت بھی فنا ہو رہی ہے۔ جیسا و اعظو ویسی قوم۔ میرا دعویٰ ہے کہ اگر ہماری تسلیع و تذکر اور دعویٰ و عظی و اذراز طریقہ نبوی کے مطابق ہو جائیں اور حضیقی علم اور مشائخ نمیدان عasel میں نکل آئیں تو دیکھتے ہیں دیکھتے ہماری قوم کچھ سے کچھ

بن جائے۔

یاد کئے اسلام جس طرح پہلے دین فطرت خا اور اپنے اندر ایک سب بناہ جذب کو شش رکھتا تھا اسی طرح وہ آج بھی دین فطرت اور جاذب قلوب وار واح ہے اور قیامت ناک رہے گا پھر اگر ہماری تبلیغ و اشتافت کے متوقع نتائج نہیں لکھتے تو یہ ہمارا ہی قصور اور طریقہ تبلیغ کا نفس و فتوح ہے جیسی اپنی حالت اور طریقہ کار کا جائزہ لینا چاہئے اور اسکو کتاب و سنت کی روشنی میں لانا چاہئے۔ پھر اثناء اللہ ہماری تبلیغ و اشتافت کے وہی نتائج تکلیفیں گے جو ہمیشہ نہ لے گیں۔

حضرات انبیاء اسلام اور اشاعت دین ہر مسلمان کا فرض اول ہیں ہے۔ ہمارے اسلاف کرام نے اس فرض کی بجا آؤ ری کا حادثے زیادہ فکر و اہتمام کیا تھا اسلئے وہ مسلمان ہو کر حضرت وحکمران تھے۔ وہ خدا کے نتھے اور خدا ان کا تھا ہم نے اسکا کہ حق، فکر و اہتمام نہیں کیا اسلئے ہم مسلمان ہوتے ہوئے بھی ذلیل و مکمل ہیں۔ ہم خدکے نہیں رہے خدا ہمارا نہیں رہا۔ اپنی بداع ایسوں کا مامن کرو اور اپنی فرمت کوستگی چھالت و معصیت سے بچوڑو۔

پس اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم برجی اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہو اخطاب بجز امت صادق ائے اور ہم دنیا میں غالب و حکمران بکریوں نو میں امر بالمعروف و نہیں عن المنکر کے فرض سے غافل نہ ہوں چاہئے تبلیغ اسلام اور اشاعت دین کے کاموں میں ایسا روقتربانی کرنا سیکھنا چاہئے اور خدا کے دین کی خدمت کیلئے ہر طرح کربستہ ہو جانا چاہئے۔ خدا کے بندرو اٹھو اب و قتہ ہے کہ پرستان حال دنیا کو اسلام کا قانون اس دنیا جائے اور انسان کی جان بلب پیاسی روح کو قوت ران کا آجیات بلا جائے۔ ہندوستان کو ظلمت کفر سے بخات دلاؤ۔ اچھوت قوموں کو نور اسلام سے منور کرنے کی کوشش کرو۔ اور ہندوستان کی سوزی میں کوئی دھکلائی سے بھر دو۔

اے اللہ! مسلمانوں کو توفیق ارزانی فریا کرو وہ اپنے بھولے ہوئے سبق کو یاد کریں، اپنی تبلیغی خدمات کو کتاب و سنت اور عہد سلف نے مطابق کریں اور تیرے بکر دنیا کو مکی اور بھلائی سے بھر دیں دینا اقبال من اذکانت السمع العلیم۔ اقول قولی هذا انا استغفار وہ اندہ ہو الغفور الوحید۔

حُكْمُهُمَا نَهِيَ

الحمد لله الذي هدانا إلى الصراط المستقيم والصلوة والسلام على حبيبه

محمد واله واصحابه اجمعین

اما بعد۔ برادران اسلام! درود وسلام بھجو! اپنے آفاؤ نولا ہادی برحق فخر و عالم حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنکے صدقہ میں ہمیں جنبرا الامم کا معزز خطاب طا اور جنہوں نے نگراہ دنیا کو
سچائات کا راستہ بنالیا۔ اور درود وسلام بھجو! آنحضرت کے برگزیدہ اہلبیت عظام صحابہ کرام اور ازاد و احر مطہرات
پر جنکے مقدوس ہاتھوں دین الہی کا نظام سنجھ مہوا اور جنہوں نے دین میں کی تبلیغ کر کے دنیا کو کھفوشہ کی جانب
سے پاک کیا۔ خصوصاً حضرت ابو یکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، فاروقؓ، حضرت عثمانؓ، علیؓ، حضرت علیؓ کرم اللہ وجہ حضرت
امام حسنؓ، حضرت امام حسینؓ، سیدنا الحسنؓ، سیدنا عباسؓ اور تمام عشرہ مبشرہ و بقیہ صحابہ کرام پر جنہوں
نے قدم بقدم رسول اللہ کی بیروتی اور جو سچے مبلغ وجا ہستے۔

اور درود وسلام چیجو! نام امیر اطہبیت، امیر دین حضرت، امام عظیم ابوحنیفہ، حضرت امام مالکؓ حضرت امام شافعیؓ، حضرت امام احمد بن حنبل، بزرگان تقدیر، سہروردیہ نقشبندیہ اور خواجگان چشت پر جھوپ نے دین اسلام کی اپنی جان سے زیادہ حناظت و خدمت کی اور لاکھوں انسانوں کو دائرۃ الاسلام میں داخل کر کے خداۓ واحد کا پرستشار سنایا۔

اسے اللہ امتنع شریعت بادشاہان اسلام اور خازیان کرام پر حرجت و مغفرت نازل فرمائجہوں نے
ہندوستان میں دین احمد کا ذکر بھی یا اور کھنڈ کی تاریکی دو، کر کے اسلام کی ضمیا باری سے منور کیا۔ لے ائٹھا موجودہ
شماہان اسلام، حافظین اسلام، مبلغین دین، خادمان ملک و ملت اور خازیان اسلام کو اتباع شریعت اور
اسلام کے صحیح علم و حکم کی توثیق دے۔

اور اسے اسلام دنیا کے مسلمانوں کو اسلام کا محب و حفظ، دین کا مبلغ اور ایک دوستگار کا معین و مددگار پنادے اور نام دنیا میں اسلام کی روشنی بھیلا دے۔

ان الله يأمر بالعدل والاحسان ويتاًعذى القربى ويبيح عن الفشـاء
والمـنكر و البـغي بـعـظـمـكـم لـعـكـمـ تـذـكـرـونـ هـولـذـ كـرـأـ اللهـ تـقـالـ اـعـلـىـ وـلـادـلـىـ وـ
اعـزـواـجـلـ وـاهـمـ وـاعـظـمـ وـاـكـبـرـ .

اعتدال

انہوں کو جامع مسجد بھیرہ کے ذوبلاک حسبہ دنخواہ تیار نہیں ہو سکے۔ اذشار اللہ العزیز جامع مسجد بھیرہ کا صحیح ذوبلاک کہ جو تیار کیا جا رہا ہے جلد پیش خدمت ہو گا؛ ملینجس

التبیغ

تبیغ کے لغوی معنی پیغام پہنچانے کے ہیں۔ اور اصطلاح میں اسکے معنے یہ ہیں کہ جس تحریر کو تم اچھا سمجھتے ہیں اسکی اچھائی اور خوبی کو دوسرا لوگون، دوسری قوموں اور دوسرے ملکوں تک پہنچانیں اور انکو حق و صداقت قول کرنے کی دعوت دیں۔ پس ایک قوم کا دیگر اقسام و ملک کو اپنے مذہب کی دعوت دینا اور انکو اپنے مذہب میں شامل کر لینا اس لفظ کے معنی میں داخل ہے۔

تبیغ کے مترادف چند اور الفاظ۔ چون تبلیغ خصوصیات اسلام میں سے ہے، اسلام خدا کا آخری اور کامل و مکمل مذہب ہے اور اسلام دنیا میں یہی مقصد لیکر آیا ہے کہ دنیا اچھائیوں سے بھر جائے۔ اور برائیوں سے بالکل پاک ہو جائے اس لئے اسلام نے فرضیہ تبلیغ پر بہت زور دیا ہے۔ اور امت مسلم پر اسکے تابع ہیلوؤں کو خدا اچھی طرح و رفع کر دیا ہے۔ چنانچہ قسہ ان پاک میں تبلیغ کا ہم معنی چند اور الفاظ بھی ہیں جو اپنی اپنی جگہ معموس مفہوم و مفادے ہوئے تبلیغ کی فضیلت و اہمیت پر دلالت کرتے ہیں۔

ان میں سے ایک لفظ "انداز" ہے جسکے معنے ہشتیار اور آگاہ کرنے کے ہیں۔ دوسرے لفظ "دعو" ہے۔ اسکے معنی پکارنے اور بلانے کے ہیں۔ اور تیسرا لفظ "تلذیگ" ہے جسکے معنی پردازی اور پسخت کرنے کے ہیں۔ ان تینوں الفاظ میں تبلیغ کا مفہوم پایا جاتا ہے اور لفظ تبلیغ اسی کی تکمیل کر رہے ہیں۔

اسلام کے سوا جس قدر مذہب ہیں وہ تبلیغ کا وجود اور ثبوت پیش کرنے سے عاجز ہیں

ہمارا دعویٰ ہے کہ اسلام کے سوا دنیا کا کوئی مذہب تبلیغی نہیں۔ ہمارے پاس اسکا کیا ثبوت ہے؟

سنئے کسی اہل مذہب کا یہ دعویٰ کہ ناکار سکا مذہب تبلیغی ہے، دو امور کے ثابت ہونے پر موقوف و مخھوڑ ہے۔

اول۔ خود اس مذہب کی کتاب میں تبلیغ کرنے کا صاف و صريح حکم موجود ہو۔

دوسرہ۔ خود اس مذہب کے دائی وہادی نے اس عکار کی تکمیل کر کے دھکائی ہو۔

جو مذہب ان دونوں امور کو اپنے مذہب سے ثابت کر دے وہ بے شک تبلیغی مذہب ہے۔ اب

ہمارا دعویٰ ہے کہ سوائے اسلام کے دنیا کا کوئی مذہب یہ دو ثبوت پیش نہیں کر سکتا۔

آئیں پہلے میں اپنے مقدس مذہب اسے یہ دو ثبوت پیش کر دوں۔ اسے بعد دیگر مذاہب کی تعلیمات

اور بانیانِ ذاہب کے اقوال سے بتلاؤں گا کہ وہ مذاہب تسلیع نہیں ہیں۔ وبا اللہ التوفیق۔

اسلام اور تسلیع

خطبیں اپنے علم کو چکیں کہ اسلام نے تسلیع پر کتنا زور دیا ہے۔ نیز بہت سی فتنہ کی آیات، احادیث اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ کوئی مسلم ایسا نہیں جس پر اچھے کام کی ہدایت کرنا اور بُرے کام سے روکنا فرض نہ ہو یہاں صرف دو آیتیں اور پیشیں کی جاتی ہیں:-

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمَا أَوْلَيَاءُكُمْ بَعْضٌ يَأْمُرُونَ بِالْمُعْرُوفِ وَنَهَايَةَ
نَهْيِ الْمُنْكَرِ طَبَّ ایمان و اے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوست کے مدعاگار ہیں بلکہ کرتے ہیں نیک بات کا اور منع کرتے ہیں بُری بات سے۔ یعنی ایمان دار کا ایک وصف حضوری یہ ہے کہ وہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتا رہے، ورنہ وہ ایمانداروں کے زمرہ سے خارج ہو گا۔ ذرا انور کرو کہ اس آیت مبارکہ میں فسر نیز تسلیع کا بار نہ صرف مردوں پر ہا لگایا ہے بلکہ ہر عورت پر بھی رکھا ہے۔

اس فرض کی تائید اور اہمیت کا اندازہ لگانے کیلئے اس آیت مقدمہ پر غور کرو:-
یَا أَيُّهُمَا الَّذِينَ أَمْنَوْا كُوْنُوا قَوْمًا مَّيْتَنَ بِالْقِسْطِ شَهَدَ أَعْلَمُ اللَّهُ وَلَوْ عَلَى الْفُسْكِمُ
أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبَيْنَ هُنَّ طَبَّ ایمان والو بالنصاف پر قائم ہو جاؤ گواہی دو اللہ کی طرف۔ اگرچہ تمہارے نفسوں مال باپ اور قاتلات والوں کے خلاف ہو۔

یعنی حق بُری سخنی اور حجامت حق و اشاعت دین میں کسی جیز کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔ اپنا مال باپ کا اور دیگر قربات والوں کا کاظم بھی امر معروف و نہی منکر کے راستے میں رکاوٹ نہ ڈالے۔ یعنی حجامت و طرفداری اور عصیت و تنصب عمل والنصاف میں کسی طرح فرق نہ آئے دے۔

ایک کلم کی جو بہد یا قومی فریضہ میں جم جہاد الشہاب کے نیت لبانی ہے:-

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالثَّقْوَى وَلَا تَنْعَوُنَوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدُّ وَانِ

اور اس پس میں مذکور نیک کام پر اور پر بیز گاری پر اور مدد و کرو گناہ پر اور زیادتی پر۔

تعاون کے معنے نیز پر بیز دینے اور بیز کے طریقہ کو آسان کر دینے کے ہیں۔ نیز تعدی اور بدی کے راہوں کو بند کر دینا بھی مقصود ہے۔ بھلا تسلیع اور امر معروف و نہی عن المنکر کی جائیت کی کوئی صدھے۔ اگر قوم مسلم اس فرض کی سر انجام دیں پر کرنا نہ ہے تو پھر کیا دنیا گناہ اور زیادتی سے پاک نہ ہو جائے۔ اگرچا اس کرو مسلمانوں کی آبادی

انہوں کو کوہی ہو اور اپنی زندگی تسلیع کیتے و قفت کر دے تو کیا دنیا بہشت نہ بن جائیگی؟

مسلمانوں کی باادشاہی و حکمرانی مغض تسلیع اسلام کے لئے ہے { اسلام کے اصول
تیکی یہ نظر دلتے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ مدھب اللہ کی دین پر ایسے لوگوں کی حکمرانی کا خواہاں ہے۔ جو فضائی الارض کو رعن کو رکن اور اصلاح فی الارض کے حامی ہوں۔ اگر ایسے لوگ دنیا میں موجود ہوں تو کہا جاسکتا ہے کہ دنیا میں آسمانی باادشاہت ناقم ہے۔ اور آسمانی قوانین کا اجراء و نفاذ ہے مسلمانوں کی باادشاہت سے مراد ہی نیابت الہی اور آسمانی باادشاہت کا قائم ہے چنانچہ ارشادِ باری ہے:-

الذین ان مکناهم فی الارض اقاموا الصلوٰة وَ انو الرُّكُونَ وَ امروا بالمعروف وَ حنوا عن المنکر۔ اگر ہم ان کو زین کی باادشاہت دیں تو قائم کریں نماز، ادا کریں رکوہ جکڑ کریں بھلے کام کا اور منع کریں بُرے کام سے۔

ان نظریات سے ہر شخص پاسانی تسلیع نکال سکتا ہے کہ اسلام تسلیعی مدھب اور اسلام اللہ کا سپاہی و پیاسی ہے۔ اب دوسرے امر کا ثبوت ملاحظہ ہو۔

تسلیع نبوی

دنیا جاتی ہے کہ انہی نبیت صلی اللہ علیہ وسلم کی نام زندگی فریضہ تسلیع کی جاتا اور یہیں صرف ہوتی۔ آپ نے دنیا کی تمام قوموں کو بربری اور مساوات کی ایک ہی سطح پر لاکھڑا کیا۔ خدا کے بیعنیام کی منادی کا سب کو یکساں مستحق قرار دیا اور بلا تخصیص قریش و غیر قریش املاک و میم، اعراب و عجمیم اور ہند و روم دنیا کی ہر قوم، ہر زبان اور گوشتہ میں صدائے انہی کو پہنچا۔ اپنی اپنی افسوس سمجھا۔ اور یہی آپ کا سب سے بڑا فرض نبوت تھا۔ چند آیات ملاحظہ ہوں:-

(۱) يَا إِيَّاهَا الْمَدْرُّوْثُمْ فَإِنْدِرْتِمْ

اے چادر پوش! اٹھ کھڑا ہو اور رہ شیار و آگاہ کر۔

(۲) بَلْعَ مَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ -

جو تیری طرف انارا کیا ہے اسکو اور وہ نک پہنچا دے

(۳) فَادْعُ وَ اسْتَقِمْ كَمَا أُمُّتَ

لوگوں کو دعوت دے اور مضبوط قائم رہ جسٹھ تجھے حکم دیا گیا۔

(۴) فَذَكِّرْتِمْ لَنْقَعَتَ النَّكْرُمِ -

خنور سے اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے کہ ہر قسم کے خطرات سے بے پرواہ ہو کر پیام انہی لوگوں نک پہنچائے جائیے۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو فرض رسالت سرا نجام نہ دیا:-

يَا إِيَّاهَا الْوَسُولُ بَلْعَ مَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ مِنْ شَرِيكٍ ۚ ۗ اے خدا کے بیعامہ بینجا نے ولے اتیرے پروردگار کے پاس

وَإِن لَمْ تَفْعَلْ فَنَابَلَغْتَ رَسَالَتَهُ طَ | سے جو کچھ تیری طرف اترے، اسکو پہنچا دے۔ اگر تو نہ ایسا
بُریک تو تو نے خدا کا پیغام نہیں پہنچایا۔

فرائضِ میسخ کی وسعت اُندر آتی ہے جو آہستہ آہستہ قرآنی رفتار سے قریب و بعد اور اپنے پرائے سب کو سیراب
کرتا چلا جاتا ہے۔ پہلا حکم حضور کو یہ ہوا عنا کہیے خاص اپنے گھر اور خاندان کے لوگوں کو ڈراہیں۔

وَآذِنْ مِنْ عِشْرِ شَكَّ الْأَقْرَبِينَ ه | اور اپنے سب سے نزدیک کے اہل خاندان کو ڈرا۔

جب گھر اور خاندان والے ہدایت کے چند سے سیراب ہو گئے تو اب تسلیخ کا دائرہ اور زیادہ وسیع ہوا۔

لِتُذَكِّرَ أَمَّا الْفُرْسَى وَمَنْ حَوْلَهَا | تاکہ نوکر اور جو اسکے آس پاس کے ہیں انکو ڈراۓ۔

اس کے بعد دوسرے ہر احساس و عقل رکھنے والے ذی حیات تک وسیع ہوتا ہے۔

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَ قُرْآنٌ مُبِينٌ لِيُذَكِّرَنَّ مَنْ | یہ قرآن نو صرف ایک تسبیح اور صاف صاف خدا کا کلام ہے
تاکہ وہ اس کو ڈراۓ جو زندہ ہے۔

اس سے زیادہ اور وسعت ہوتی ہے کہ جس تک آوانہ بھی کے۔

لَا تُذَكِّرَ كُمْبِيهٍ وَ مَنْ بَلْعُ دَالَّفَامِ | تاکہ میں نہیں سکاہ کروں جن تک میری یہ آواز بھی کے۔
اس کے بعد تمام انسانوں تک اس کی وسعت ہوتی ہے اور تمام کائنات کو اپ کی دعوت و تسلیخ کے دائرہ
میں داخل کر لیا جاتا ہے۔

هَذَا أَبْلَاغٌ لِلْنَّاسِ طَادِبَاهِيمٌ | یہ ستر آن تمام انسانوں کے لئے پیغام ہے۔

اسخترت صلَّى اللّٰهُ عَلٰيْهِ وَسَلَّمَ کو خطاب ہوتا ہے

وَمَا أَمْرِيْ سَكُنَكَ إِلَّا كَافَةً لِلْنَّاسِ |

اور ہم نے تجھکو تمام انسانوں کے لئے خوشخبری سنایو والا
اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

بَشِّيرًا وَ تَنِيْرًا وَ سِبَارًا | ان احکامات الہی کے مطابق سہ و کائنات صلَّى اللّٰهُ عَلٰيْهِ وَسَلَّمَ نے سرگرمی کے

تکریک الٰہی کی نوئی الْهُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهِ | برکت والالہ ہے وہ خدا جس نے حق اور بالصیل میں امتیاز
کرنے والی کتاب اپنے بندہ دھمکدے پر نازل کی تاکہ وہ

تمام دنیا کو ڈرانے والا ہو۔

وَنِيَا كَاسِبٍ بَطْلَمْلَعٍ تَوْحِيدٍ | ان احکامات الہی کے مطابق سہ و کائنات صلَّى اللّٰهُ عَلٰيْهِ وَسَلَّمَ نے سرگرمی کے
ساتھ توحید کی منادی شروع کر دی۔ آپ لوگوں کو شرک سے باز رکھتے اور
توحید کی خوبیاں سمجھاتے۔ آپ نے تو حیدر الہی کی طرف بلائے کام اول اپنے گھری سے شروع کیا جس کا نتیجہ ہوا کہ پہنچے

ہی دن سب سے پہلے حضرت فرمجنگ الکبریٰ، حضرت علی بن ابوطالبؑ اور حضرت زید بن حارثؑ، حضرت ابو بکر عبد اللہ بن ابی قحافیؓ و حضرت علی بن ابی طالبؑ اپنے کی بیوی، آپ کے چچازاد بھائی، آپ کے آزاد کردہ غلام اور آپ کے ایک خالص و مخلص دوست کا پہلے دن ایسا ان لانا آپ کی صداقت و راستبازی کی ایک زبردست دلیل ہے۔

حضور نے اپنے تبلیغ نہایت تعلیم کی تبلیغ نہایت خاموشی کے ساتھ اپنے بیشتر داروں اور دستوں تک محدود رکھی۔ تبلیغ اسلام کے اس اولین ہمدردی سب سے زیادہ دلی جو شش دلوں کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے نیاں خدمات سر انجام دیں۔ حضرت صدیقؓ نے محی تبلیغ شروع کر دی۔ ان کا سوچ اور حلقوں، حباب قریشؓ میں بہت وسیع تھا۔ اسکے اثر اور تغییر سے حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ اور حضرت زیر بن العوامؓ وغیرہ ایساں لائے۔ رفتار فتنہ مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت تیار ہو گئی۔ ہر مرد و عورت اور جوان بوڑھا اسلام میں داخل ہوتے ہی ایک سرگرم مبلغ بن جانتا تھا جس کا تجویز ہوتا تھا کہ لوگ شرک و بت پرستی سے پزار ہو ہو کر اسلام میں داخل ہوتے جاتے تھے اور تین سال تک اسلام کی تبلیغ اسی طرح چکے چکے ہوتی رہی۔

jis وقت علائیہ تبلیغ کا حکم اگیا تو حضور علی التجیہ والسلیم نے عام طور پر لوگوں کو توحید اور اسلام کی طرف بلا منا شروع کر دیا۔ اسی زمانے سے آپ پر اور آپ کی قسمیں جماعت پر زبرہ و گراز حصہ و آلام کا زوال شروع ہوا۔ آپ مخلسوں میں، بازاروں میں، میلوں میں انشتکاہوں میں اور گلی کوچوں میں جا جا کر لوگوں کو توحید کی خوبیاں ذہن نشین کرتے اور بتوں کی پوچاکی قباحت و مذمت بیان فرماتے۔ لوگوں کو جوری، دلکشی، قتل و فارت، زنا، فرار بازی، دروغ گوئی اور جیانت وغیرہ رذائل سے روکتے اور امن و تهدیب سے زندگی بسرا کرتے۔

آپ کی علائیہ تبلیغ کا تجویز ہوا کرتا مقدم قریش خالف و شیخی پر مستعد ہو کر دبپے استیصال ہو گئے۔ اور غز و اسلام کی نہایت زور شور کے ساتھ علائیہ کشمکش اور جنگ شروع ہو گئی۔ اسی زمانے میں اکھرست صلی اللہ علیہ وسلم نے دامن کوہ صفا میں زید بن ارقم کے مکان کو بطور اسلامی درستگاہ کے استعمال کرنایا شروع کیا۔ یہ مکان گویا اسلام کا دارالتبیغہ رہ گیا۔ یہاں ہر وقت مسلمانوں کا مجمع رہتا۔ نئے مسلمانوں کو اسلام کی تعلیم دیجاتی تھیں۔ سب مل کر معاشر جماعت ادا کرتے۔ اسی طرح یہ مکان تین سال تک اسلامی دارالصلوٰۃ رہا۔ مدد اور قمیں مسلمان ہونے والوں کی تھرست میں حضرت عمر فاروق و حضرت علیہما السلام آخری شخص میں ایک مسلمان ہونے پر اسلام کی امتن کو بہت بڑی تقویت بخشی اور مسلمان دارالقم سے باہر نکل آئے۔

آواز حلق کی تمام عرب میں گونج کو نجح کو اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ اکھرست صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے ماحول

کو کے آس پاس کے لوگوں ناکہ بینام حق ہی بینا نا شروع کیا جس کے موسم میں آپ عرب کے ایک ایک قبیلہ کو جا جا کر بیانام ہی کی سناتے۔ اسی زمانہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آوازِ حق میں اور جشنِ تکمیل ہیجڑی اور لوگ تلاشِ حق کیتے دور دوسرے آپ کے پاس آئے گے۔

جب بھی کبھی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں رونقِ افروز ہوئے تو تبلیغ میں اور زیادہ آسانی میسر ہوئی۔ وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مبلغ اور داعیِ بیان صحیح کر مختلف قبیلوں تک بینی آواز بینچا۔ قریش نے بزوہ تلوارِ اسلام کی ترقی کو روکنا چاہا مگر ناکام رہے۔ اور اس خداونیِ مشن کی کامیابی کی قوت مراہیں کھل گئیں۔ چہ برس کے جنگ و جدل کے بعد حدیثیہ کے مقام میں قریش نے اسلام کے اس مطالیب کو تسلیم کیا اور تبلیغ کو آزادی ملی۔ اگر قریش شروع ہی سے اسلام کی تبلیغ میں ستراءہ نہ ہوتے تو شاید داعیِ اسلام کی حیاتِ طہیہ میں جنگ و جدل کا مسئلہ ہی نظر نہ آتا۔

اس آزادی کے بعد اسلام کی الہی جذب و کشش نے عرب کے ذرہ ذرہ کو چاروں طرف سے گھبر لیا۔ عرب اور یوروپیوں میں اسلام کے واعظ، فاسد اور مبلغ و داعی بیجھ گئے۔ دنیا کے امرا و مسلمانین کو دعوتِ اسلام کے خطوط لکھ گئے۔ اور عربوں کے علاوہ دیلم، ایران، ہبشیش اور روم کے طالبانِ حق و صداقت آئے اور ہدایت کے چشمے سے سیراب ہو گئے اور اسلام کے ذرے گمراہ قوموں نے ہدایت کی روشنی حاصل کی۔

وہ قبائل جنکے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہنس تفسیر تشریف لے گئے

تو حیدور سالت کی منادی جس جوش صداقت، سعی و استقلال اور عزم وہت کے ساتھ بھی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی اور دعوتِ الی المحن کا دعٹا جس سے بے ہمدری و سرگرمی سے آپ نے کیا اسکا اندازہ اس امر سے لگائی گئی کہ مندرجہ ذیل قبائل کے پاس حضور نبی تفسیر ہیجڑی اور انکو بینام الہی بینچا۔

کندہ، کلب، بنو حنیفہ، بنو عامرہ، مصعب، بنو سلیم، عسان، بنو حارب، افزارہ، بنو نضر، مروہ، غدرہ، حضارہ، بنو شیبان، بنو بکر بن والی، علاوہ اذیں میں ونجد اور جاز کا شاید ہی کوئی ایسا قبیلہ باقی رہ گیا ہو جس تک حضور نے تو حیدور سالت کی منادی بینچا۔ ایک قبائل ذکر ہات اس سلسلہ میں یہ ہے کہ ان تبلیغی سفروں میں آپ کے یار غار حضرت ابو بکر صدیقؓ صحیح حضورؐ کے ہمراہ کا ب رہے۔ اور تو حیدور سالت کی منادی میں سرگرمی سے کام کیا۔

حضورؐ کی ان تھنک تبلیغی کوششوں اور جدوجہد کا کچھ شکنا ناہے کہ آپ نے عرب کے گوشہ گوشہ میں اپنی پاک صدائے پہنچانے کا اہتمام فرمایا تھا۔ خشک وادیوں کے قبائل، کوہستانی آبادی، دامان کوہ میں بستے والی قوں میں اور بذرگاہوں کے رہنے والوں وغیرہ سب ہی کوآپ نے اسلام سے روشنہ ناص کرانے کی کوشش کی۔ اور دینِ حقيقة کا

پیغام سب تک بینجا لے کا اہتمام و انتظام کیا۔ علاوہ اذیں مسلمانین عالم میں سے قیصر و روم کے ملے ایران۔ بھاشنی جشت۔ شاہ مصطفیٰ شاہ بیگ۔ وغیرہ کے نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت نامے بھیجے۔ اور فراغت دہر کو اسلام کی طرف بلایا۔ اسلام اپنے پاس نفس تبلیغ کی فرضیت و اہمیت اور داعیٰ اسلام کی تبلیغی صافی ہی کے روشن ثبوت نہیں رکھتا بلکہ اس سے بھی زیادہ انہی پیغمبر تبلیغ کے اصول بھی پیش کرتا ہے۔ جو اسلامی تبلیغ کی فرضیت و اہمیت میں اور بھی چار چاند لگا دیتے اور جاذب النظر بخاتے ہیں۔

تبلیغ کے مول

قرآن کریم کا طریقہ رشد و ہدایت اسلام کا منشار عالم انسانی میں امن و اخراج کا قیام ہے۔ جس کا تجویز کو اسلام کی زندگی کیلئے لازمی فستار دیتا ہے۔ تاکہ دنیا کی کوئی ایک قوم دنیا کے زیادہ حصہ پر پانی حکومت قائم کر کے گزروں کی دولت اور ذرائع دولت پر قبضہ نہ کرے اور فرعون بے سامان نہ بخانے۔ اسلام تمام دنیا کے انسانوں کو ایک کنہبہ بنانا چاہتا ہے۔ اسکے سینہ میں سارے جہاں کا درد ہے۔ وہ تمام انسانوں کی ہدایت و اصلاح کیلئے آیا ہے۔ اسلام کا منشار دنے کے زین کو کو معقول کے منون پردار الامن و راحت بنانا ہے۔ جیسا کہ کوئی معقولہ میں جو کچھ داخل ہو گیا اسکے لئے امر ہے۔ اسی طرح ہر قوم اور ہر شخص اپنے ملک اور گھر کے اندر میں داعیٰ ہو۔ شخص ملک خدا میں امن و آسائش کی زندگی برقرارے۔

ساختہ ہی قرآن حکیم کا یہ حکم اور خدا کی رعب و جلال بھی ہے کہ جو شخص یا جو قوم محض شرارت اور فتنہ الگیزی سے اسلامی حریت و انساد و ارشاد و اشاعت میں رخنے انداز ہو اور اسلام کے مذکورہ بالا لفظ العین کی راه میں مراجم ہو، اُسے بزرگ شہیر اپنے بدار ادہ سے باز کھو۔ اس پر اسلامی شوکت و قوت کا سکر بٹھا دو۔ ایسے شریر لوگوں کو جہاں پا و نیست و نابود کر دتا کہ دنیا سے فتنہ و فنا دست جائے اور خدا کی زین خدا کے بندوں کیلئے جنت بخانے۔ یہ اسلامی جہاد گویا یوں کیجئے کہ جہا د کا منڈل امن عالم کا جا فظا ہے۔

اسلام کی تواریخ ملک و دولت، حکومت و حشمت اور اسلام کی اشاعت کیلئے، حرمہ مسراوں کو باندی خالا ملے سے بھرنے کے لئے، خروجیا ہات ذاتی کیلئے اور کسی خاندان کی بقا و دام کیلئے نہیں۔ بلکہ خدا کی حکومت قائم کرنے کے لئے ہے۔ اور دنیا سے فتنہ و فنا دست اپنے امن و امان قائم کرنے کیلئے ہے۔

مسلمانوں کو خرپتے اور بجا طور پر خرپتے کر دنیا کی تام قویں اس دوستہ بیبہ میں بھی اپنی شوکت و حنثت کے لئے دولت و حکومت حاصل کرنے کیلئے اور اپنے ذاتی دشمنوں سے لڑتی ہیں اور انسان بن کر خین، بلکہ بیٹھتے یا بکر۔ مگر

مسلمان آج سے سینکڑوں سال پہلے فقط ایش کیئے اور ظالموں کی امداد و دست گیری کیلئے امن و تہذیب کے دشمنوں اور ظالموں سے رشتہ تھے۔

قوم اپنی جوز روال جہاں پر مرتی بـت فـرـدـشـی کے عـضـوـتـیـکـوـںـ کـرـتـیـ

یہ تو تبلیغ کے سلسلہ میں جہاد کی حکمت و علت کا بیان تھا۔ اب یہی سن لیجئے کہ قرآن حکیم تبلیغ و اشاعت اسلام کی کیا طریقہ اور زرع بنانا ہے اور وہ اپنی صداقت دنیا کے کس طرح منوانا ہے؟ یہ نکتہ کہ کس طرح لوگوں کو کسی سچائی کے قبول کرنے کی دعوت دینی چاہئے؟ دنیا میں پہلی دفعہ اخھرتوت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان وحی ترجمان سے ادا ہوا۔

جاننا چاہئے کہ کسی فالفت سے اپنی بات منوانے اور اس کی بات گرا دینے کے دوہی طریقے ہیں۔ جدل اور ہدایت جدل کے بعد رطی رجھگٹنے کے پیس اور ہدایت کے معنی ہیں سیدھی و پچھی راہ اختیار کرنے کے سوا اسلام کے وعظ و ارشاد کا مفہوم و بحث و نظر اور جدل و خصوصت نہیں۔ بلکہ ایمان و تلقین ہے۔ اور قلوب انسانی میں ایمان و تلقین پیدا کرنے کیلئے لازمی ہے کہ انسان کے وجود ان سے طلب کیا جائے اسلام نے اپنے وعظ و ارشاد کی بنیاد طریقہ ہدایت پر روکھی ہے۔

جدل و خصوصت کے ذریعہ بھی کسی کمزور دل کے انسان سے کوئی بات منوانی جاسکتی ہے۔ گراس سے اطمینان قلب حاصل نہیں ہوتا۔ جب فالنت کا اثر اور دباؤ جاتا رہتا ہے تو وہ اقرار بھی رخصت ہو جاتا ہے۔ جو عجز و کمزوری نے پیدا کر دیا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ تم دوسروں سے جدل و خصوصت اور سختی کے ذریعہ اسلامی صداقت دنماؤ۔ بلکہ قلب میں تلقین و ایمان پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ اس تلقین و بیان سے دشمنان اسلام کا وہ شہوراعظاض کمرٹی کے جائے کی طرح اڑاگی کہ اسلام توارکے زور سے چھیلا ہے۔ اگر یہ ترقی خال اس اعڑاض کو صحیح تسلیم کر دیا جائے اور ایسا ہی ہو کہ مسلمان بادشاہوں نے توارکے ذریعہ اقام ہند کو مسلمان بنایا تو چاہئے یہ تھا کہ مسلمانوں کی حکومت کے ساتھی اسلام بھی ہندوستان سے رخصت ہو جاتا۔ کیونکہ نو مسلموں کے سروں سے اسلامی توارکا خوف و اثر تو جاتا ہی رہا تھا۔ اب انہیں اپنے سابقہ دہرم میں آئے کیلئے کوئی جیزہ مراحم تھی؟ حالانکہ ایسا نہیں ہوا۔ برخلاف اسکے مسلمانوں کی حکومت جانے کے بعد مسلمانوں کی تقدیروں کی ہو گئی۔ اور یہ تعداد روز بروز بڑھنی ہی جاتی ہے۔ چنانچہ اہم دہم شماری کے وقت دس لاکھ تعداد زیادہ ہو جاتی ہے۔ کوئی ان ندانوں اور عفن و الفارف کے دشمنوں سے پوچھ کر یہ کوئی توارکا نہ ہے؟ پھر ہیں میں کوشا بادشاہ توارکیکر گیا تھا جس نے وہاں چھکر کرو مسلمان بنایا۔ اے الفرض اسلام نے اپنی دعوت و تبلیغ کی بنیاد طریقہ ہدایت پر روکھی ہے۔

قرآن پاک دنیا میں قلوب ارواح کامعاہ بنا کر آیا ہے } چنانچہ ارشاد باری ہو۔ وَنَزَّلْ مِنَ الْقُرْآنِ

مَاهُو شَفَاءٌ وَّرَاحَةٌ لِلْمُرْبَثِينَ اور ہم قرآن سے وہ باتیں اتارتے ہیں جو مومنوں کیلئے شفار اور رحمت ہیں۔ ایک دوسری بگڑ فرایا و شفاءٰ لِمَا فِي الصُّدُقِ وَرَوَهُ بَيْنَ أَمْرِ أَضْرَبَ كیلئے شفار ہے۔ اس اعتبار سے مبلغ قرآن واسلام جیشیت طبیب و معالج چیزی ہے۔ مبلغ اسلام انسانوں کیلئے روحانی معاف ہے طبیب کا کام یہ نہیں ہوتا کہ وہ مرليقوں سے اذنا پھرے، مرليق کی جہالت و نادانی کی ایک ایک بات پر بھگٹے اور اپنا وقت مرليق سے کوئی محنتیں میں صنانے کرے۔ بلکہ اس کا کام یہ ہوتا ہے کہ اپنے نجی برمرليق کا اعتماد و اعتقاد جائے۔ تاکہ دو اکا جلد اتر ہو، مرليق محتیاب ہو۔ اگر حکیم ہی مرليقوں سے لطفے جھگڑتے لگیں اور ترسند وی سے پیش آئے لگیں تو ان کے مطلب ہیں آ و سے ہی کوئی؟ اور علاج کس کا گریں؟ یعنی ہر ہی کھیاں مارا کریں۔ پس طبیب صادق کی ساری قابلیت اور کوشش ایک ہی لفظ پر مركوز رہی چاہے کہ کسی طرح مرليق شفایا ب ہو جائے۔ اور سب کے ساتھ مُسْنَ اخلاق سے پیش آئے۔

حکما بہتر سے بہتر و اور خدا تو تجویز کر سکتے ہیں مگر مرليق کا مادہ دوسرا پیدا نہیں کر سکتے۔ اسی طرح انبیاء طبیب اسلام روح و دل کے طبیب ہوتے ہیں۔ وہ قلوب و ارواح کے امراض دور کرتے ہیں۔ دلوں کے میں دعویٰ ہیں اور ترکیبہ نفس و شادابی روح کی ہتر سے ہتراد دیہ واغذیہ یعنی احکام و ادامر تبلاتے ہیں۔ لیکن مرليقوں یعنی گمراہوں اور اپنے منکروں کا دماغ اور فکر دوسرا پیدا نہیں کر سکتے۔ یعنی ان کا کام صرف احکام الہی کی تبلیغ و منادی ہے۔ وہ گمراہوں کا دماغ و کفر بدل تو سکتے ہیں لیکن دوسرا پیدا نہیں کر سکتے۔ اسی واسطہ قرآن حکیم ہے خون، صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا ہے بلع ما انزل اليك۔ آپ تو حیدر سالت اور احکام الہی کی تبلیغ و منادی کے جائیں۔ افلاک لا کا تھدی مَنْ أَحْبَبْتَ۔ یعنی جس کو آپ چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے۔ ہدایت دینا صرف اللہ ہی کا کام ہے۔ آپ اپنا کام کریں اللہ تعالیٰ اپنا کام کریں گے۔

ان وجوہات کی بنار پر قرآن کریم نے اپنے وعظ و ارشاد کی بنیاد طریقہ جدل و خصوصت کو جھوڈ کر طریقہ ہدایت پر رکھی ہے۔ اور قلب میں بیقیٰ و ایمان پیدا کرنا چاہا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے دعوت الی الحق کا طریقہ واضح کرنے کیلئے فرمایا۔

أَذْعَمْ إِلَى سَبِيلِ هَرَائِكَ بِالْحَمْدَةِ وَالْمُؤْعَذَةِ اسے بھی لوگوں کو اپنے پروردگار کے راستہ کی طرف جلت الحَسَنَةُ وَجَادِ لِهُمْ بِالْأَقْرَبِ هُنَّ أَحْسَنُهُمْ اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلا و اور ان کے ساتھ اپنے طریقے جھگڑو جو ہست ہیں اچھا ہو۔

وَعَوَتِ إِلَى الْحَقِّ كَطَبَقَهُ اس آیت مبارکہ میں دعوت الی الحق کے تین طریقے بنالے گئے ہیں جلت طبیعتیں زیادہ شکنی اور حکمت پسند ہوتی ہیں اسٹے اسلام کی فطرت شناسی نے طریقہ بدل کو بھی جائز رکھا۔

گرما بالق هی احسن، کے ساتھ مقدمہ کردیا ہے۔ یعنی اگر بد رجاء آخر کمی جمل کی بھی مزورت پیش آجائے تو زندگی اور حکمت کے ساتھ مقابل کی غلبی دیگر ہی ناپاک کرو۔ نفسانیت و خوبصورت طبیعت میں نہ تسلیم۔ یاد رہے فتنہ آن حکیم کے نزدیک حکمت و موعظ حسنہ محمود و مطلوب ہیں اور جوں نہ معلوم گرا الابالاتی میں احسن کے ساتھ۔

مناظرین اضافت فرمائیں جب اسلام جمل تک کو نہ معلوم فتنہ اور دینا ہے اور اپنی تبلیغ و اشاعت کی بیانی طبقہ ہدایت پر رکھتا ہے تو وہ جبر و اکارہ کی تعلیم کیسے دے گا۔ اسلام نے دین کے بارے میں سمجھی اور جسمے ہدایت شدت و تواتر کے ساتھ روکا ہے اور اشاعت اسلام کو محسن زبانی تبلیغ تک محدود رکھا ہے۔ ارشاد باری ہے:-

لَا إِكْرَاهٌ فِي الدِّينِ فَقَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ دین کے بارے میں کوئی جبر و اکارہ نہیں کیونکہ گمراہی سے ہدایت نہیں ایا اور منعیز ہو چکی ہے۔

ان تفصیلات اور آیات میثات کی روشنی میں کوئی خدار اضافات سے بدلائے کر ایسے ہیں الاقوایی، امن پسند اور انسانیت پر ورنہ بہ پر جبر و سمجھی کا الزام لگانا، انتہائی ظلم و حماقت اور تعصیب و عناد نہیں تو اور کیا ہے؟

اعتراف قصوٰ مجھے انتہائی شرم و ندامت کے ساتھ اس امر کا اعتراض کرنا پڑتا ہے کہ ہمارے عام مسلمین و مناظرین کی تبلیغ اس فتنہ آنی بھیرت کے ماخت نہیں ہوتی۔ انہوں نے اسلام کے طریقہ ہدایت کو ابھی طرح ذہن نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے مباحثوں، مناظروں، تحریروں اور تقریروں میں کوئی صحیح انصاف اور زشتی اخلاق کی جملک پائی جاتی ہے۔ اور ہماری تبلیغی و اصلاحی کوششوں کا خاطر خواہ تجوہ رآ نہیں ہوتا۔ ہمارے مبالغین و مناظرین کی زبانوں نے اپنے اور غیروں کے دلوں پر تواہ کا کام کیا ہے۔ قبولیت حق کی صلاحیت کو شفیعی کے جذبہ میں تبدیل ہو جانے کا موقد پھیپھی چاہا ہے۔ اور انہیں لوگوں کے طریقہ میں اسلام سے پاکیزہ اور امن پسند نہیں کو سرزی میں ہندیں رسوائیا ہے۔

دعوت و تبلیغ کے قرآنی طریقوں کی توضیح اجبہم کوئی صداقت و حقیقت کسی کے ساتھ لے سکے یہ سو ماہیں طریقوں سے کام نہیں ہے۔ یعنی ہماری گفتگو و تبادلہ جملات کے تین رنگ ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ ہم اس صداقت کیلئے خاطب کے دماغ و فکر کے مطابق کچھ دلنشیں دیلیں پیش کرتے ہیں۔ یاد و تسلیم صورت یہ ہوتی ہے کہ ہم مخلصانہ و ہمدرد اذن فضیحت کرتے ہیں اور ایک منور اندراز سے تمام یہیک و بد اور شیب و فراز سے اسے اسکاہ کرتے ہیں۔ یا تیسری صورت یہ ہوتی ہے کہ ہم مخالفت کی دلیلوں کو مناسب طریقے سے رد کر کے ایکی طبقی کو اس پر واقع کرتے ہیں۔ سو پہلے طریقے کا نام حکمت، دوسرے کا نام موعظ حسنہ اور تیسرا کے کا نام جد آن طبقی احسن ہے۔ دعوت و تبلیغ کے

اسلام نے صرف یہی بین طریقے بتلائے ہیں۔

تبیغ و دعوت کے یہ تینوں اصول اور طریقے ہیں جو منطقی استدلال میں عنوانِ کام میں لائے جاتے ہیں۔ اس طرح کہ برہانیات میں نقشی مقدمات کے ذریعہ اپنے دعوے کے ثبوت میں دلیلیں لائی جاتی ہیں۔ خطابیات میں بپنے مدعا کو موڑا اور دلپڑ رافوال سے ثابت کیا جاتا ہے اور جدلیات میں مقبول عام اقوال اور فرقیین کے سلم مقدمات سے استدلال کیا جاتا ہے۔ فتنہ آن حکیم میں گویا برہانیات کو حکمت، خطابیات کو موعظ حسناً اور جدلیات کو جدال بلطفِ حسن کہا گیا ہے۔

قولِ لَبِّنَ کی تعریف اسلام نے اس امر کی تائیدہ ہدایت کی ہے کہ تبلیغ و دعوت اسلام کے سند میں جگہاں قابل و عاقل مبلغ و داعی کا اخلاقی فرض ہے کہ وہ خالقون اور خالقین سے نزی اور جیر خواہی سے بات کرے اپنی گفتگو اور تقریر میں سختی و شدت نہ آئے دے۔ ورنہ راہ راست پر کئے والا قلب مبلغ کی سختی و شدت سے اور بھی زیادہ سخت ہو جائے گا۔ مبلغ کو یاد رکھنا چاہئے کہ سخت و سست الفاظ دل میں نفرت و عداوت کے جذبات پیدا کر دیتے ہیں اور جذبات تغمی ہر سی واجبی بات کی قبولیت کی استعداد سلب کر لیتی ہے جس سے دعوت کا اثر اور نصیحت کا فائدہ باطل ہو جاتا ہے۔ دعوت و تبلیغ میں مقصود مذکروں، مگر ہوں، بد اخلاقیوں اور احمقوں کی دلی جیر خواہی اور حقیقتی فلاج و بیہود ہوتی ہے نہ کہ ان کو ذکیل اور سوا اور خاموش و زیج کرنا۔ پس مبلغ کو حق و صداقت کی باتیں نزی و جیر خواہی سے دل میں اتارنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ کاش ہمارے مبلغ و مناظر اسی طریقے حسن کو جتیا کریں۔

اب ذرا اس اصول کو فتنہ آن پاک کی روشنی میں دیکھو اور اسکی ہدایت نامی معقول پروردی رداداری حکمت آموزی اور حقیقت آفرینی کی داد دو کہ وہ بڑے سے بڑے دشمن کے مقابلہ میں بھی زمی سے بانیں کرنے کی تائید کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ الحجرات قاہر اور بشارات عظیمہ دے کر فرعون کے پاس بھجتے ہیں۔ اور فرعون بھی وہ فرعون جس نے خدا کا دعویٰ کیا تھا۔ جوئے نوش ہے، بد کار ہے، فاسن ہے اور دنیا کا سب سے بڑا سیہ کار اور شدید و ظالم انسان ہے۔ ایسے کشش کے سامنے بھی جب پیغام رب ای بیان کی ہدایت ہوتی ہے تو ساختہ ہی ساختہ ارشاد ہوتا ہے۔

اذْهَبُ إِلَى فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ هٰذِهِ قَوْلُهُ لَهُ قَوْلًا لَّا يُتَّسِّلَّعَلَهُ يَسْتَدِرُكُرَا وَجِئْتَهُ ڈَرِطِ پس اس سے زمگفتگو کرنا۔ شاید و نصیحت قبول کرے یا خدا سے ڈرے۔

ذرا غور کرو یغبروں سے بڑھ کر کوئی واعظ وداعی نہیں ہو سکتا اور فرعون سے بھی بڑھ کر کوئی ظالم و مگرا نہیں ہو سکتا
مگر ایسے سکر کش و خرم کے سامنے بھی دیغبروں حضرت مولے اور حضرت ہارون علیہما السلام کو لطف و فرشی سے وعظ
و نصیحت کرنے کی تعلیم دی جاتی ہے۔ تو عام مسلموں، مناظروں، داعیوں اور واعظوں کو عام خالفوں، مگر ابوبالحجر مول
اور سکشوں سے تو بدرجہا بڑھ کر فتنہ و ملاطفت سے اپنا شیفی و اصلاحی فرض ادا کرنا چاہئے۔

مخالفت کی بد تہذیبی اور درشتی کو بحدا شت کرنا چاہئے [تاریخ مدن جانتے ہیں کہ ادائی
اسلام انوں کے پار آئتیں تاکہ ہمیشہ زندگی کرنے رہنے تھے، ان کے کافروں اور مدینے کے بیہودیوں سے بڑھ کر ان کا وجود
خطراں اور ضرر سامنے جا جب مذاقوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی پر کراندھی تو حضور کو حکم ہوتا ہے:-
فَأَعْرُضْ عَنْهُمْ وَرَعِّلُهُمْ وَقُلْ لَهُمْ وَقْتُ الْقِسْطِمْ قوان سے درگذر کر اور ان کو نصیحت کر اور ان سے ایسی
قولاً بلکہ عیاہ بات کہ جوان کے دلوں میں اثر کرے۔

اس حکم میں تین ہاتھیں ہیں۔ اوسی کے دعوت و تبلیغ کی راہ میں مخالفت کی بد شیقی، بد تہذیبی اور درشتی سے
درگذر کرنا اور بحدا شت کرنا چاہئے۔ دوسرے یہ کہ ان کو نصیحت کرنا اور سمجھانا چاہئے۔ اور تیسرا یہ کہ گفتگو میں وہ
ظرف و انداز اختیار کرنا چاہئے جو دل پر اثر کرے۔ پس ان ہاتھیوں اور رسول اللہ کے اسوہ حسنہ کی روشنی میں مبالغہ
کو چاہئے کہ وہ مخالفت کی بد تہذیبی و درشتی کے مقابلہ میں خود بھی بد تہذیبی پر نہ اتر آئے۔ اُس سے متفاہ اور خضر ہو کر سدل
کلام ہی بند نہ کرو۔ بلکہ اس پر بھی اُسے سمجھاتے اور نصیحت کرنے رہنا چاہئے اور لوگوں سے ایسی باتیں نہ کرے گویا لٹھی
مادر ہائے بلکہ مؤثرہ دلنشیں پیرا را اختیار کر۔

حضرت معاذ بن جبل کو ایک نکتہ میں نصیحت [ذکورہ بالاربائی ہاتھیوں کے مطابق عملی نونہ]
حضرت معاذ بن جبل کی سالہ تبلیغی زندگی ہے جو کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ ربانی ہاتھیوں کے عین مطابق تھی اور آپ اپنی تعلیم میں خدا سے زیادہ محظا و سرگرم تھے۔ چنانچہ
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابو موسیٰ اشرفی کوین میں اسلام کی دعوت و تبلیغ کے
لئے متعین فرمایا، تو انکو حضرت کرتے وقت یہ نصیحت فرمائی۔ یسرو لا اقصرا و بیشرا ولا نتفرا۔ لوگوں کے
ہدیتے دین کی کو آسان کر کے پیش کرنا، سخت بن کر نہیں اور لوگوں کو خوشخبری سنانا نظرت نہ دلانا۔

پیکر صدق و صفا کا لطف و کرم [جسز رحم و سعی اور وفات رحیم نبکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تنکر، وحشی
مغفور اور خونخوار دشمنوں کے ہاتھوں بچھ کھاتے ہیں، ملکن تکشیع سننے ہیں، ہجو تو حزرہ داشت کرنے ہیں۔ دنیا کی کوئی سماںی

لکھیت و اذیت ہے جو حضور کو شیخا فی الگی ہوا اور کوشا ایسا رجخ و دکھ ہے جو آپ کے حصہ میں نہ آیا ہو۔ حتیٰ کہ گھر بار بھورٹا پر مجبور کر دیا اور خوب ہی دل کھول کرستایا۔ مگر اللہ رے جو شنیخ اور لطف و گرم کر زبان مبارک سے اُف تک نہیں آئی اساری عمر کسی کو بد دعا نہیں دی اور لپنے دشمنوں کی طرف سے ذرہ بار بغض و کیہی نہیں رکھا۔ گویا آپ کو تکلیف کا احسس و خیال تک بھی نہ تھا، اگر حد سے زیادہ ایسا رسانی اور دکھ پر زبان بھی کھلتی ہے تو یوں لطف و گرم کے پھول بر ساتی ہے۔ اللہ ما ہد قوی فانہملا یعلمون۔ اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے، وہ جانی نہیں۔ صحابہ عرض کرتے ہیں کیا رسول اللہ! آپ ان کے حق میں بد دعا کیوں نہیں کرتے تاکہ یہ بد کردار اپنے یقین کردار کو پہنچیں اور شاد ہوتا ہے میں لعنت اور بد دعا کرنے نہیں آیا بلکہ راہ و راست کی طرف بلانے کیلئے آیا ہوں اور خدا نے مجھے سر اپار جنت بننا کر بھجوائے

عہد

دست دعا نہیں کے لئے عرش تک بلند ہے جبکہ آستین میں خمسہ چھپا ہوا
الغرض دعوت و تبعیغ میں رسول اللہ کا اسوہ حسنہ یہ تھا کہ نرمی و ملاطحت سے بصیرت فرمایا کرتے۔ سختی و درشتی
کو نہیں بر قی۔ ایسی باتیں زندگانی تھے جن سے دوسروں کو اشتعال بیدا ہو یا رجخ و تکلیف تھیں جوہاں تک کہ بتلوں
کی وجہ ایسی نہیں کیا کرتے تھے اور حضورؐ نے مصائب و آلام کے پہاڑوں کو صبر و شکر سے برداشت کرتے تھے اور زبان مبارک
سے بحسرہ دعا کے کھلی بید عاذ لکھی۔ جیسی تو خود باری نقل کیا آپ کے حسن اخلاق اور حلم کی تعریف ان المقالات میں فرمائی
فِيمَا أَنْجَمْتَ لِهُمْ وَكَوْكُنْتَ ۝ اللہ ہی کی رحمت کا باعث ہے کہ تو نے ان کے ساتھ
فَظًا غَلِيلًا قُلْلَةً الْقُلْلَةُ الْفَقْصُو اِنْ حَوْلَكَ مَنْ نرمی کا بر تاؤ دیکیا اور اگر تو بد خود سخت دل ہوتا تو وہ مزدرا
تیرے پاس سے ادھر اُور میتھر ہو جاتے۔

خور کرنا چاہئے کہ اس آیت مقرر میں اللہ نقل اے نبی رحمت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نرم کلائی کو اپنی حجت
سے تعبیر فرمایا ہے۔ حضورؐ کی نرمی اس صنک ترقی کر گئی تھی کہ آپ کو درشتی کا حکم ان الفاظ میں دیا گیا۔
یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنْفِقِينَ اے نبی! کافروں اور منفقوں سے جہاد کرو، اور ان پر
وَاعْلَظْ عَلَيْهِمْ هُجْجَتَ کو تکمیل کرو۔

تاکہ کفار و منافقین کے جو سلے نہ بڑھ جائیں اور اسلام کی ترقی نہ رک جائے۔

وَاعْظُمُوا مُبْلِغُوْل اور مولویوں کیلئے اسوہ حسنہ کی ترجیح ہمارے واعظاء، مبلغ اور مولوی
سے تکمیل کرنا چاہئے ہے اس صنک ترقی کی طرف بلائے ہیں، اگرچہ ذرا لگنہیں، وہ خود تو گویا مقصوم اور
فرشتہ ہیں۔ وہ جو کچھ کہتے ہیں وہ صرف دوسروں کیلئے ہوتا ہے اور اگری زبان قال اللہ و قال الرسول کا دلیل پڑھتی

رہتی ہے۔ مگر خود ان کے دل پر ناٹر کے قال کا کچھ اثر ہوتا ہے اور نرسوں کے قال کا یہی وجہ ہے کہ اکثر انکی تبلیغی و اصلاحی کوششیں بے اثر و بے نفع رہتی ہیں۔

آجھکل ہمارے بعض مولوی صاحبان کا طبع عسل یہ ہے کہ اگر ذرا کسی کی لغزش و بھی سمجھانے سے پہلے ہی کافرا مردود، مرتد، بد عقیق، تاجری اور جنمی وغیرہ خطابات عطا فرمادیے۔ اور اگر کسی نے کوئی مسئلہ پوچھا اور اس نے اس میں ذرا شک و شبہ کا فہار کیا تو عین وہ غصب کا پارہ انتہا کو پہنچا۔ یہی مغلوب الغصب واعظوں اور مولویوں کا خاک مولانا حامی مرحوم نے ان الفاظ میں کھینچا ہے۔

بڑھ جس سے لفڑت و تقدیر کرنی جگ جس سے شق ہو وہ تحریر کرنی
گھنگار بندوں کی تقدیر کر نی ٹھہ سلان بھائی کی تلفیر کرنی

ہے عالموں کے ہمارے طریقہ
یہ ہے ہادریوں کے ہمارے سلیقہ

کوئی مستدر پوچھنے اُن سے جائے تو گردن پا بارگران لے کے آئے
اگر بد فیضی سے شک اس میں لائے تو قطبی خطاب اہل دوزخ کا پائے
اگر اعتراف اسکی نکلا زبان سے
وق آنا سلام است ہے دشوار و انسے

کبھی وہ گلے کی رگبیں ہیں بھیلا تے کبھی جھاگ پر جھاگ ہیں منہ پر لائے
کبھی خوک اور سگ ہیں اس کو بتلتے کبھی مارنے کو حصہ ہیں اٹھاتے
سوں چشم بد دور ہیں آپ دین کے
منونہ ہیں خلق رسول این کے

جو چاہے کہ خوش ان سے بیل کر ہو انسان تو ہے شرط وہ قوم کا ہو مسلمان
نشان حمدہ کا ہو جیں پر نایا ن ن شروع میں اس کے نہ کوئی نقض ان
بیں بڑھ دہی ہوں نہ داڑھی چڑھی ہو
ازار اپنی حد سے ن آگے بڑھی ہو

عطا یہ میں حضرت کا ہمداستاں ہو
ہراک اصل میں فرع میں ہز بان ہو
حریفوں سے ان کے بہت بدگاں ہو
مریدوں کا ان کے بڑا مدح خوان ہو
گرا ایسا نہیں ہے تو مرد دین ہے
بزرگوں سے ملنے کے قابل نہیں ہے

جب حالت و اغْلُوْن کی یہ تو بتلا یئے قوم کی اصلاح کیے ہو، لوگوں کو واغْلُوْن سے اور زیادہ جڑا اور نفرت ہوتی جاتی ہے۔ واغْلُوْن کو تو چاہئے مخفی کرو گرا ہوں، مخفی ہوں اور بدر اہوں پر اپنے اخلاقی کا اثر ڈالتے۔ اپنی زمی و شیئین کلامی سے ان کے دلوں پر قابو پاتے اور پھر انکو اسلام کے چشمہ فیض سے آب حیات پلاتے۔ مگر چارسے و اغْلُوْن اور مسلیعوں میں یہ بات کہاں، بلکہ ہماری قوم کا تو مذاقہ میں کچھ ایسا ہو گیا ہے کہ جو پیروت فارم ہر آٹھ بار نفرت رکرے، اخباروں میں آٹھیں مقالات لکھے، ہندوؤں، سکھوں اور انگریزوں کا دل کھوں مذاقہ اڑائے اگئی گراہیاں و خرابیاں کھوں کر جو بدہنی کے ساتھ بیان کرے اور گراہ فرقوں کو مردہ دو مرتد نسبت کرنے میں ایڑی سے جو ٹھیک کاروڑ لگائے وہ قوم کی اگلے کاتار اہے، اس کی صیں روپوں سے بھری ہیں اور قوم کا بڑا ہمدرد ہے، اسلام کا سب سے بڑا حافظہ و مسئلہ ہے اور اسے ہر طرح حق حاصل ہے کہ وہ قوم کے دلوں دماغ پر بلاشبک غیرے حکومت کرے۔ الگ گوئی پا اخلاق اور حق گواندان اسکے اہل و افعال کا جائزہ لے گا تو وہ خدا را اغیار کا پیشو، ملت کا دشمن، فنادی اور گردن زدی غیرے گا۔

گہیں واعظ وہیں سامع کارہت سام خواہشہ

کیا ذکورہ اسوہ حذر رسول اللہ اور اسوہ صحابہ کرام میں ہمارے علماء، واغْلُوْن اور مسلیعین اسلام کیلئے کوئی سبق نہیں ہے؟ یقیناً ہے اور ان اصحاب کا فرض ہے کہ قبل اسکے کمیہ ان تبلیغ و اصلاح میں آٹھیں عوام کو تصفیت کریں اور ان کو اتباع اسوہ حسنہ کی تبلیغ کی تلقین کریں خود ابھی تبلیغی زندگی بنائیں اور دسمیدان تبلیغ و اصلاح کو چھوڑ کر کوئی اور مشکلہ اختیار کریں۔

ان حضرات کو عبرت حاصل کرنی چاہئے کہ عیسیٰ مبشر یوسف نے تبلیغ کے اکثر اسلامی اصولوں کو اختیار کر کے دنیا میں ایک نایاں کامیابی حاصل کی ہے۔ اور وہ ابھی اپنے گھر کی ہی اصلاح نہیں کر سکے ہیں۔

وَأَعْظَمُ الْمُحْسِنِينَ كُوْبَعْلَ نَهْمِيْنُ هُونَا چَا ہَسْتَمْ کَمَا تَکِيْہ کے ساتھ بیان کیا ہے۔ جو لوگ وسر کو تو اصلاح کرنے اور نیک انتیار کرنے کو کہتے ہیں اور خود اس سے محروم رہتے ہیں۔ اللہ یا کنے ان کی شناخت و نہست ان الفاظ میں بیان کی ہے۔

أَكَمْرُونَ النَّاسَ بِالثِّرَى وَنَسْعَوْنَ أَنْفَسَكُوْجَہ کیا لوگوں کو نیک کام کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو جو کچھ یہ اگرچہ ہودی علماء کی شناخت و قباحت بیان کی جا رہی ہے۔ مگر بالعموم بتلانا مقصود یہ ہے کہ واعظ کو بعیسیٰ ہیں ہونا چاہئے جنتیقت یہ ہے کہ مدحہ جب دعوت دیتا ہے عمل کی۔ اور سب کو خواہ عالم ہو یا جاہل جو بھی اپنی قوت عملیہ فنا کر دے وہ مدحہ کے نزدیک مردود ہے دوسروں کی اصلاح سے پہنچ اپنے نفس کی اصلاح کرنا ضروری ہے۔

تارک لصیحت میں تائیبیدا ہوا در راجح کی سیرت دوسروں کو اپیل کر سکے۔

قرآن حکیم شاعروں کی ایک غلط کاری اور بے عملی کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:-

وَإِنْهُمْ يَعْمَلُونَ مَا لَا يَقْعُلُونَ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا يَصْنَعُونَ ۖ

یہودیوں کی ایک حرابی و گمراہی ہے بتلانی۔

وَمُجْبَرُونَ أَنْ يُحَمِّدُوا هَمَّ الْمُنْقَعِلُونَ ۚ کیا کرایا تو کچھ نہیں اور جاہتے ہیں کہ کمی تعریف ہو۔

آج اگر کوئی علوم اسلامیہ سے نا بد، نام و نہود کا جھوک اور جاہ پسند نہ اہل مہربانی پیش فارم پر کھڑا ہو کر ایک وعظ اور تقریر کر دے بشر طیکر کسی جماعت کا نام نہ رہے ہو، وہ اخباروں میں حضرت، علامہ، واعظ، اور خدا جانے کیا کیا بجا تاہم اسکے کہیں آنے جانے کی اخباروں میں اطلاعیں درج کرائی جاتی ہیں، خوب خوب تعریفیں بڑھا جو شعار کی جاتی ہیں اور ایک کریٹے کو پڑے فخر کے ساتھ نہیں پر پڑھا پا جاتا ہے۔ اور اگر کوئی ایک مرتبہ جیل میں بھی ہو آیا، اسکے جا پہلت، ضیغم اسلام اور بطل حریت ہوئے میں شک آر د کا فرگر د۔ تو وہ بڑی آسانی سے سفر و فروش، ایثار پیشہ، کام روپ اور جان بازی جاتا ہے۔ کی جمال کسی عابد و زادہ اور متشرع عالم و فاضل کی جو اس سے آنکھوں لائے اور ہمسری کا دھوکی کرے۔ اگرچہ پوچھو تو ان انجمنوں، لیڈروں اور اخباروں سے ہی قوم کو یہ عمل اور باتوں بنا لیا ہے۔

کتنی حماقت و نادانی ہے کہ اگر کوئی ملک و ملت کا نام لیکا یا کوئی کی شانگ بھی توڑ دے تو اس کو اتنی سی بات سے بانس پر جڑھوادیا جاتا ہے۔ قوئی کارکن بھی بھی چاہتے ہیں کہ اگر خوب تعریف و توصیف ہو اور خلیت مند صرف انہیں کا کھسپڑھیں۔ ایسے لوگ انہیں میں شمال ہیں۔ جہنوں نے کراکرایا تو کچھ نہیں، اس پر چاہتے ہیں کہ دنیا میں اگر تعریف ہو۔ صحابہ کرام جہنوں نے اسلام کی پہلی بی آواز پر اپنا تون من دھن سب کچھ فستران کر دیا تھا جہنوں نے آئندہ مسلموں کو ایثار و فتوی بانی کا سبق دیا۔ اور جن کو رسول اللہ کی صحبت و نہشیخی نے تیار کیا تھا، وہ خدا کی راہ میں کٹ مردانے کے بعد بھی سمجھتے تھے کہم نے ابھی اسلام کا حق اور انہیں کیا۔

جان دی، دی ہوئی اسی کی خنی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

آج ایک دہوائی دھار لفتری کر دینا، ایک مقاول کھد دینا، کسی کافر نہیں میں خطہ دے دینا، کسی انجمن کا کوئی یہود ماحصل کر دینا، کوئی ریز و یوشن پاس کر دینا، کہیں وغیرہ تھیج دینا اور جیل میں ہو آنا ہبت بڑی ایثار و فتوی بانی تھی جاتی ہے اور تعریف و توصیف کے پل باندھ دیتے جاتے ہیں۔ خدا کی شان اور زمانہ کا تغیر و انقلاب ہے کہ یہ قوم کیا سے کیا بن گئی۔ حالت بہ ہو گئی ہے کہ استبدالی کہتا ہے۔

ذوق ایثار و عمل کا ذبح ہے ذبح زیست اس طرح کی زیبا نتھی ہے ذبح

مذکونہ دھتے رہتے ہیں لذت سخن آرائی میں مسلمی کام کا چکا نتھی ہے ذبح

اپنی ان بالوں کو ہم پہلتے ہیں منوانا
 جن پاہام کا دعوہ نہ تھے ہے زندگی
 مان لیتا ہوں کہ سودا نہ تھے ہے زندگی
 ہے وہ سور فلکسنس کے ہماری باتیں
 قوم نے غور سے دیکھا نہ تھے ہے زندگی
 یہ تو سوچیں کہ جلا دین کی کیا خدمت کی؟
 میں نے ما ناغزیم دنیا نہ تھے ہے زندگی
 فنکر پر غریب ہے اور تجھے لفظ پر ناز
 دست و بازو پر بھروسہ نہ تھے ہے زندگی
 سمجھو قدر یہ سے مطلب بمحض اشعار سے کام
 حالت قوم کی پر دنیا نہ تھے ہے زندگی
 جان شاری کا سبق دیتے ہیں سبکے لیکن
 اپنی تکلیف گوارا نہ تھے ہے زندگی

سیوا کے اسلام کے کوئی مذہب یعنی نہیں

پہلی تفصیلات سے نظریں نے بخوبی اندازہ لگایا ہو گا کہ تسبیح خصوصیات اسلام میں سے ہے اور اسلام کے نکی
 شدت و تاکید اور تفضیل کے ساتھ تسلیغ کا وجود اور ثبوت پیش کیا ہے۔ مذکورہ بالاتفاق صیل کو ساتھ رکھ جملہ مذاہب
 کے اہل علم ذرا آگے بڑھیں اور اپنے مذہب کو تسلیغی ثابت کرنے کے لئے ایسی ہی فہرست مدعایاں پیش کریں۔ مگر میں
 خود دعویٰ کے ساتھ کہتا ہوں کہ جملہ مذاہب کے اہل علم میں سے کسی مذہب کا پیر و بی بی اس مطالبہ کو پورا نہیں کر سکتا
 اور محض زبانی دعوے کرنے سے کوئی مذہب تسلیغی ثابت نہیں ہو سکتا۔ کوئی شخص بھی عیسائی ہو یا یہودی ہو ہندو ہو یا
 پارسی اور صابئی ہو یا بدہست خود اپنے بائی مذہب کے ہمدردی اور مذہب کی ایسی فہرست پیش نہیں کر سکتا
 بعثت بنوی میں کے وقت دنیا میں دو قسم کے مذہب تھے ایک تزوہ جو اپنے آپ کو تسلیغی کہلاتے تھے، یہی سے
 عیسائیت اور بُعدہست۔ اور دوسرے وہ جو تسلیغی نہیں تھے، یہی پیرو دین، جو سنت اور ہندو دین و عیز و رہ.
 تسلیغی تھے ابھی نسبت یہ فیصلہ نہیں ہو سکتا کہ آیا تسلیغ اسکے مذہب کا اصل حکم خایا بعد کے پیر و بیوں کا عمل؟ ان کے نسبی
 صیغہوں میں تعمیم دعوت کی نہ ہاتھیں موجود ہیں اور نہ لگے بانیوں کی زندگی میں اسکی عملی مثالیں۔ دیکھئے آج اسلام کے
 مقابلہ میں دو مذہب اپنے آپ کو تسلیغی کہتے ہیں۔ عیسائیت اور ہندو دین۔ لیکن ان کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے تسلیغی ہوتے
 کا صاف و صريح الکار کرتے ہیں اور ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ تم تسلیغی نہیں۔ حضرت سیح علیہ السلام سے جب ایک یونانی
 خورت نے بزرگت چاہی تو آپ نے فرمایا میں تو معرفت اسلام کے گھر کی کھوئی ہوئی ہیں میرودوں کے سوا اور کسی
 کے پاس نہیں بیجا گیا (متی ۱۵-۲۵) پھر ایک ہجر فرمایا مناسب نہیں کہ راکوں کی روٹی دنی اسرائیل کا مذہب کتوں کے
 سامنے دیگر اسلامی قوموں (یونانی چائیں (متی ۲۶))

ہندوؤں نے تو شروع ہی سے تسلیغ کو اپنا اصول نہیں ٹھیک رکھا بلکہ نہیں کہ نہیں کہ قبول کرنے کی حرمت

کا حق پیدائیش سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ عزت کو شش سے حاصل نہیں ہو سکتی اگر خاص محترم و بزرگ نسل و قوم کے علاوہ دوسری تمام قومیں ناپاک و بخوبیں، ان جنس قوموں تک ذہب کو بچانا اس مذہب کو ناپاک بنانا ہے۔ آج گاذھی جی اجھوٹ قوموں پر مہندر کے دروازے کھلوانا چاہئے ہیں۔ مگر ہندوستان کے تمام سنائیں دھڑی ہندو غل چاہئے ہیں کہ گاذھی جی ہمارے ذہب کو بھرپور کر رہے ہیں اور ہندو ذہب کے باعثی و ناسنک ہیں۔ ہندوؤں کا شروع ہی سے یہ اصول رہا ہے کہ وہ اپنے ذہب کو تمام قوموں سے چھپا کر رکھنا چاہئے ہیں اور ہمہر جلتے کر پناپاک دہرم پھوؤں اور چھوتوں کو سکھا کر اسکوناپاک کریں۔

شدھی کی حقیقت اُمر ایر سماج سے بہلے ہندو میں یہ سمجھا جانا تھا اور صریح سمجھا جاتا تھا کہ صرف وہی شخص شدھی کی حقیقت ہے جو جنم سے ہے ہندو ہے ہے دوسرے لوگوں کو تبلیغ کے ذریعہ ہندو ذہب میں داخل کرنا چاہرہ تھا۔ لیکن پنڈت دیانت دسرتی آنہتا نے سیاسی مقاصد کو پیش نظر لکھ کر ہندو ذہب کو زبردستی ایک تبلیغی ذہب بنانا لالا۔ یہ سیاسی مقاصد کیا تھے؟ اسکی تفصیل کا یہ موقوفہ ہے۔

بہرحال یہ ایک ناقابل الکار حقیقت ہے کہ آج تک کسی ہندو فاضل نے کسی دید اور کسی شاستر سے کوئی ایسا صاف و صریح حکم پیش نہیں کیا جس میں شدھی کا حکم دیا گیا ہو۔ برخلاف اسکے منوجی جہاراچ کا چاروں روزوں کی تفصیل فرمانا ہے ایک درون کے جداگانہ فرمانیں قرار دینا اور کہتری کے سواد بگرا قوام کا ویدے سے محروم رکھا جانا اس امر کی قلعی، جعلی اور کافی دلیل ہے کہ ہندو ذہب کو تبلیغی ذہب نہیں سمجھا گیا۔ بہم پھر دھوی کے ساتھ کہتے ہیں کہ اسلام کے سواد دنیا کا کوئی ذہب بھی تبلیغی نہیں اور تبلیغ حضور صیات اسلام میں سے ہے۔

تبلیغ اور مسلمان

جو گرد دنیا میں صرف مسلمان ہی ایک تبلیغی قوم ہے۔ تبلیغ ان کا قوی وظیفہ اور طرہ استیاز ہے اور تبلیغ ان کا اولاد اتنا بچوں ہے اس لئے وہ عرب سے اٹھ کر آناؤ فنا میں تمام دنیا میں چھلکے اور اسلام انسانی قلوب دار رواح پر اپنی حکومت قائم کرتا چلا گیا۔

ثابت جب اپنے آپ کو خیر الامم کیا ہم لے کیا وہ کام کسی نے جو کم کیا

تبلیغ جہاں کشا سے جھکایا اسے عیسیٰ نوک سنان سے گروں رو ما کو ختم کیا

مگر گھر میں ہم سے حق کی جعلی بکھیر دی دوشن گلی گلی میں چساغ حرم کیا

پہنچا دیا پیام خدا ہر دیار میں ہر طک میں بلند بیوی کا عالم کیا

جب تک مسلمان تبلیغ کو اپنا وظیفہ حیات سکتے رہے اور نعم و انجام کے ساتھ اسلامی تبلیغ و اشاعت کے

فرائض سلام جام دیتے رہے وہ برسرو درج رہے اتحت فناج اسکے قدم پر مجھے رہے اور دنیا کی نسام طاقتیں ان کا کلکھیں مجھے رہیں۔ مگر جب سے انہوں نے تجویزیر قوت اور نظم و اخاذ کے ساتھ تبلیغ و اشاعت سے منہ موڑ لیا اور دنیا کے ہی اور ہے اسی وقت سے ان سے نسام کا مردیاں و فائز المرادیاں مجھیں لی گئیں۔ وہ غلام و مکوم اور ہر طرح ذلیل و خار ہو گئے۔

مسلمان کافر عذ خاکار وہ اپنی اپنی جگہ جتنی الامکان زبان سے اقلام سے اصلاح و مشورہ سے اور دل پر پیسے تبلیغ اسلام کا فرض ادا کرتا گراج فی صدی دس سے مسلمان بھی ایسے نہیں ملتے جو اپنے اندر تبلیغی نٹ پر رکھتے ہوں جخصوصاً جن مسلمان تو تبلیغ و اشاعت میں سب سے بیچھے ہیں۔ مسلمانوں کے قام بالل فرقہ مثلاً امریزی، امشید، اوپنچری و عینور گری سے اپنے حکاییہ کی تبلیغ میں معروف ہیں اور اس حق کو اپنے نظم و دولت کے بن ہوئے پرگاہ کرنے پر ہر وقت کربتہ رہتے ہیں۔ اسکے افراد اپنے حکاییہ کی تبلیغ و اشاعت کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنا جانتے ہیں۔ ہر فرد اپنی اپنی جگہ اپنا فرض محسوس کرتا ہے اور اسکی تبلیغی انجینیں امینان و فارغ الابالی کے ساتھ اپنا کام کر رہی ہیں۔ مگر جن مسلمان ہیں کہ دنیا مافہیم سے بے جبریں حالت میں بھی ہیں مگر انہیں گواہ نہیں نہ رہ کی جماعت و حفاظت اور تبلیغ و اشاعت سے کوئی سر و کار نہیں۔ وہ فتوحیں اور مشکل کاروں میں ہماروں، خلافت شروع و بے ہودہ بالوں، الہو و لعب کے کاموں اور حکام کی خوشنودیوں کیلئے اپنی دولت کو پیانی کی طرح بہادریتے ہیں۔ نفس پرستیوں کے لئے فرض و سود کی لعنت خوشی سے گوارا کر لیتے ہیں اور گھر بھونک تاثر دیکھ کر اپنی عقلی اور اپنے پاکیزہ نہ سب کا منہج ڈالتے ہیں مگر دین کے کاموں کے لئے اور خدا کی خوشنودی کیلئے ان کی جگہ میں بھوپلی کو روی بھی نہیں۔ ان کی دولت سینماوں، مشہداں جلوں، رنڈی بازوں اور سے فاندر سکوں کیلئے وقت ہے۔ مگر وہ خدا کے دین کی جماعت و حفاظت کے لئے مفلس و قلائل ہیں۔ سچی وجہ ہے کہ انجینیں رو رہی ہیں اور اپنے پروگراموں کو ٹھیک ہوئی چاٹ رہی ہیں۔

ہمیں اس امر کا اعتراض ہے کہ آج بھی مسلمانوں میں دین کے فدائیوں کی کمی ہے۔ وہ اپنے دین کے لئے جان بک دیدنے جانتے ہیں اور انہیں کے دم سے آج کچھ نہ کچھ اسلامی تبلیغ و اشاعت کا کام ہو رہا ہے۔ مگر ایسے دین کے عاشق بہت متور ہے ہیں۔ اس پر تبلیغی انجینوں کی کثرت اور ان کا لفڑی و انتشار مسلمانوں کی توجہ اور مالی منتسباً بخوبی کو بدلا جائے ہے۔

حزب الال نصارا اور مسلمانوں کی عدم توجیہ اکٹھلات و عدم توجیہ کا شکار ہیں وہاں حزب الانصار بھی مسلمانوں کی عدم توجیہ سے مبتلائے تشویش ہے۔ مجلس، حسرگرم، ایثار پیشہ، آزاد اور کارگن جماعت حضرت اموانا تھوڑا احمد صاحب بگوئی امیر حزب الانصار کی خداداد قابلیت اور سرپرستی کی رہیں منت ہے۔ اس مروجہ کا محتوى ہے کہ شاید بھاپے اس علی سرچشمہ کو جاری کیا تھا جس سے اب تک ہزاروں اللہ کے بندے سے سیراب ہو کر اپنے اپنے علاقوں میں مسلمانوں کی

کی رو حاصل تسلیمی دو رکر ہے ہیں۔ یہ جماعت چھ سال سے اسلامی تبلیغ و اشاعت کا کام کر رہی ہے اور اجیائے علوم دینیہ کے لئے وقف ہے۔ گرا جنک کبھی بھی اس قابل نہ ہو سکی کہ اپنے عزائم و مقاصد میں کامیاب نہ کر سکے: تاہم اس نے اپنی بسام کے مطابق جو کارہائے نمایاں سرانجام دیتے ہیں، ان سے بیخاب کے اخبار میں حضرات اپنی طرح واقف ہیں۔ اس دو ریال خادمین حضرات اپنے فاموشوی کے ساتھ مزدیکت اور شیعیت کی تربید و قطیل میں بیخاب کی ریگری بڑی بڑی انگنوں سے نمایاں کامیابی حاصل کی ہے اور یہ سب کچھ ارش نعالاً کی تائید و証明 سے ہوا ورنہ ہم کیا اور ہماری کوششیں کیا۔ سب مولا کریمؐ کی طرف سے ہوتا ہے اور نام ہوتا ہے بندوں کا۔

کاش بیخاب کے مسلمان اس جماعت کے ہاتھ مظبوط کر کے اپنا فرض منصبی ادا کریں۔ اپنی اعتمادیں ہمارے عزائم میں نئی جان ڈالیں اور ہم اپنی خداداد صلاحیتوں سے کام لے کر اپنے باند منقادہ اور طہوس پر ڈرام میں کامیاب ہوں ہے کوئی اللہ کا بندہ اور دین حضور کا شیدایی گر اللہ کے راستہ میں ہماری مدد کرے۔ اس تبلیغ نمبر کے ذریعہ ہم اسلام کے فدائیوں کو ان کا بھولا ہوا فرض یاد دلاتا چاہتے ہیں۔ اب آپ جانیں اور آپ کا کام۔

اسکے بعد اب ہم پھر اپنے محلِ موضوع کی طرف رجوع کر ستے ہیں۔ اور جو ضروری و پیش نظر ہیلوٹ شدہ گے ہیں ان پر روشی ڈالتے ہیں۔

ضرورتِ علم

آپ نے اپنی طرح معلوم کر لیا کہ مسلمان دنیا میں خیر الامم بن کر آتے ہیں۔ ان کا کام خود اپنی اصلاح اور گراہوں کی ہدایت ہے۔ وہ اقوام عالم کے رہنماؤ رہ ہیں تبلیغ ان کا مقدم و اہم فرض ہے اور وہ ایک تبلیغی قوم ہیں۔ اسکے خیر الامم ہونے کے معنی یہیں کہ ان کو اخلاقی و روحانیت، امتناب و تدبیح اور علم و عقل کے لحاظ سے اعلیٰ اور دنیا میں تمام قوموں میں ممتاز و برتر ہونا چاہئے۔ یہروہ اپنا تبلیغی فرض اسی صورت میں بدر جاتم و اکمل سرانجام دے سکتے ہیں کہ ان کا ہر فرد ذیور علم و عقل سے آرستہ ہو۔ ان کے دامنوں میں علمی تحقیق و تدقیق اور ذوق و تحسیس کی ایک دھنی بو اور وہ علوم و فنون میں اقوام عالم کی رہنمائی کریں۔ اسکے اسلام پا ہتا ہے کہ کوئی مسلمان مرد و خورست بمال اور کوئی نہ ہو اور مسلمانوں میں چہالت و افلوس کا نام و نشان تک نہ ہے۔

ہمی وہ ہے کہ اسلام نے بار بار اور شدت دن تکید کے ساتھ حصول علم کی ترغیب دلائی ہے، تسلیمی فوائد سے آگاہ کیا ہے۔ اور ضرورتِ علم کو اپنی طرح اپنی نشان کرایا ہے۔ جو چاچہ ہے وہی بوجارگاہ وہی سے یک جبراہیں ایں جو اسے اکاہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت افسوس میں خاطر ہوئے، اس وجی الحما کا پہلا لفظ "اقرأ" ہے جسے معنی پڑھو کے ہیں۔ اس سے معلوم ہو اکر قرارت سب پیر مقدم ہے۔ اسلام کا پہلا حکم یہ زخما کرنے از پڑھو اور دزے رکھو بلکہ یہ تھا کہ پڑھو۔

پڑھنا ہی ساری نیکیوں اور فضیلتوں کی تباہ ہے اور علم ہی ہے جس نے فرشتوں کا سب سے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے جھکایا۔ اس سے زیادہ علم کی ضرورت وابہت اور فضیلت اور کیا ہو سکتی ہے؟ دنیا میں علم ہی سب سے بڑی طاقت اور سب سے بڑی دولت ہے۔ یہ علم ہی تو ہے جسکی وجہ سے انسان ہواؤں میں اُثر ہاہے اور بکلی تک کو اپنے قابو میں کر لیا ہے۔ علم انسان کو صحیح معنوں میں انسان بناتا ہے۔ اور اسکو تنقیح کا نات کی قوت وابہت بخشندا ہے۔

حضرت جس اصراری فرماتے ہیں کہ لوا لا العلماء لصادر الناس مثل البهائم۔ اگر علم رہنہ ہوتے تو لوگ چوپاؤں کی طرح ہو جاتے۔ یعنی دنیا میں تہذیب و شاستگی کا نام و نشان تک نہ ہوتا۔ یہ علماء ہی کا طفیل ہے کہ وہ تعییم کے ذریعہ انسان کو درجہ انسانیت میں لاتے ہیں۔ بغیر تعییم کے انسان انسانیت کا درجہ حاصل نہیں کر سکتا۔ اور اگر اسکو تعییم دی جائے تو وہ ایسا درجہ اور مرتبہ حاصل کر سکتا ہے جو داگر کیلئے بھی باعث رشک ثابت ہو۔

حضور کا ارشاد ہے۔ طلب العلم فرضۃ علیٰ کل مسلم و مسلمة۔ یعنی علم کا طلب کرنا ہے مسلمان مرد و عورت پر واجب ہے۔ پھر فرمایا اطلبوا العلم ولو كان بالصیان۔ یعنی علم حاصل کرنے کیلئے میں میں بھی جانا پڑے تو وہی سے طلب کرو۔ رسول اللہ کے ارشاد اول کے متعلق ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس سے مراد دینی علم ہے۔ یعنی اتنا علم جتنا مسلمان بنتے کیلئے لازم ہے، حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ اور ارشاد دوئم سے مراد علم دنیا ہے۔ علوم دنیہ کی تخلیق اور اسکے احکام معلوم کرنے کیلئے خواہ گھنٹا پڑھنا لازمی نہیں ہے لیکن اسکی وجہ سے آپ احکام دین کے معلوم کرنے سے بکری و شہنشہ نہیں ہو سکتے۔ دین کا ضروری علم حاصل کرنا ہر عالی ضروری اور لازمی ہے، اسکے سوا چارہ نہیں۔

یہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ تعییم سے ہماری مراد تعییم دینیات ہے۔ کیونکہ دیگر علم کی وجہ سے نہ تو انسان صفات و کمالات انسانیہ حاصل کر سکتا ہے اور نہ خالق اور خلق کے درمیان واسطہ بن سکتا ہے۔ ہاں دینی تعییم کے ساتھ ساتھ دینیوی ترقی و کامرانی کیلئے دیگر علوم و فنون حاصل کرنا بھی جائز اور ضروری ہے۔ گرماقدم دینی تعییم ہی اونچی چاہئے۔ جو قوم آج اس علیٰ ترقی کے زمانہ میں دینی و دینیوی علوم سے بے بہرہ ہے وہ کبھی بھی عنعت و ترقی حاصل نہیں کر سکتی۔ آج مسلمان کیوں ذلیل و خوار، غلام و علّوم اور دوسری قوموں سے بیٹھے ہیں؟ اسٹری کوہ علم کے فوائد سے ناواقف ہیں اور دوسری قوموں کی طرح حصول علم کی تربیت اپنے اندر نہیں رکھتے۔

تعییم کا مقصد [بلکہ ایک اہم نہایتی فرض ہے۔ جھوٹا ہندوستان کے مسلمانوں کے سامنے ایکی زندگی کا مقصد اہم تعییم ہی ہے اور تعییم کا مقصد نہیں ہونا چاہئے کہ جی۔ طے ہوئے، فوجی بنے اور مرگئے۔] بلکہ یہ ہونا چاہئے کہ قوم کے افزاداً سکے واحد مقصد کی تبلیغ اور تکمیل کافر رض سرخا جام دے۔ قوم کا ہر در صحیح معنوں میں اسلام کا مبلغ

اور جا ہو جائے نمکین فی الارض کے قابل ہو جائے۔ اور خدا کا بخچائے۔

تعلیم و دینات کی فضیلت اور اس درجہ حضورت کے بیان میں اہل علم کی فضیلت کا بیان بھی لازمی ہے اسکے
اب ہم علماء کی فضیلت و بزرگی بیان کرتے ہیں۔

علماء کی ضرورت و فضیلت

اس الحادی و اور بے دین کے زمانہ میں جو جگہ نفس کے بنے مغرب کی جگہ کافی ہوئی تھی اخلاق سوز و تباہ کن تہذیب
پر نہ ہب صیبی گرا نایا مدارع کو قصر بان کر رہے ہیں۔ جبکہ انہیم دنیا اور آخرت میں خسارے کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا
اسی ناہنجار زمانہ میں اور اسی ہندوستان میں اللہ کے فضل و کرم سے ابھی ایسے مسلمان بھی ہیں جو اپنے نہب مقدس کو
اپنے مال اپنی جان اور اپنی اولاد سے زیادہ عزیز رکھتے نہب کے اس احترام ہی کا تیغ ہے کہ مسلمانان ہندو ریتیں قلوب کو
علمائے امت اور پیشوایان دین حنفیت کی محبت و عقیدت سے بریز پاتے ہیں۔ علماء سے محبت و عقیدت نہب کی شیفظی
کا ثبوت ہے اور اگر توہین و نہیں نہب کی توہین پر دال ہے۔ اسلئے کہ علماء کرام حاملین شریعت ہیں جو مسلمانوں کا
نہب کے احکام پہچانے کا واسطہ ہے ہوئے ہیں۔ اگر اسلام اور مسلمانوں کے درمیان یہ واسطہ ہوتا تو مسلمان کبھی کے
صوفیتی سے نا بود ہو گئے ہوتے۔ اگری شوکت و خلمت اور دولت و حکومت کے ساتھ انکا نہب بھی مرٹ جاتا۔ آج نہب
جو تیس دانتوں میں زبان بکریہ رہا ہے، علماء ہی کا طفیل ہے لیں علماء کی محبت و عقیدت عین اسلام کی محبت و عقیدت
ہے۔ اور علماء کی دینی و فلسفیت اسلام کی فالفت و دشمنی ہے۔ اور وہ احکام اسلامیہ جو وہ شریعت عزی کی روشنی میں
صادر کریں۔ ان کا بسر و حشم قبول کرنا مسلمانوں کا مقدم و اہم فرضہ ہے۔ اگر مسلمانوں نے اپنے اس فرض کو اس دور
الماد میں نہ پہنچانا اور علماء کے اثر و اقتدار کی حمایت و حفاظت مذکی تو ان کو منہ کیلئے تیار رہنا چاہئے۔

حنور کا مشہور ارشاد گرامی ہے کہ بیری امت کے علماء بھی اسلامیں کے انہیا کی انہیں جس کے معنی ہوئے
کرو، انہیا بھی اسلامیں کی مانند شریعت اسلامیہ کے حافظاً اور اخلاق و روحانیت کے علمبردار ہیں۔ وہ نبوت و رسالت کے
وارث ہیں اور مسلم دین ہیں مسلمان ان سے باعی ہو کر دین و دنیا میں کبھی بھی فلاخ یا بہ نہیں ہو سکتے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں۔ معلم الناس الخير يستغفر له كل شيء حتى الحوت
فی البحر۔ لوگوں کو اچھی باقوں کی تعلیم دینے والے کے لئے اکانتات عالم کی ہر چیز استغفار کرتی اور اسکے لئے مغفرت پاپی
ہے بہیاں تک کسی ندر کی بھلی بھی اسکے لئے مغفرت طلب کرتی ہے۔ اسکے علاوہ علماء کی کیاشان ہے؛ اس کا اندازہ اس
امر سے کرنا چاہئے۔ العالم یہ خل فیما بین اللہ و بین خلقہ فلینظر کیف یہ خل عالم اللہ اور ایکی
خلوق کے درمیان واسطہ ہوتا ہے لیکن عالم ساری خلوقات سے اعلیٰ وارفع ہستی ہے۔ کیونکہ وہ بندوں کو اپنی وساحت

کے حق تعالیٰ لائسنس بینجا تاہے۔

علماء کی شفقت و امانت مرحومہ پر حضرت محبی بن معاذؓ فرماتے ہیں کہ العلماء ارحم بامات عالم، رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا يَرَى مَنْ يَرَى، اور حضرة صلی اللہ علیہ وسلم من اباائهم و احبابهم سے دریافت کیا کہ یہ کیونکر؟ فسر ما یالان اباائهم و احبابهم حفظو نہم من ناسِ الدُّنْیَا وَ هُمْ يَحْفَظُوْهُمْ من ناسِ الْاَخْرَاجِ۔ کیونکر کے ماں باپ سے بھی زیادہ شفقت اور حسم کرنے والے ہیں لوگوں نے آپ رکھتے ہیں۔ یعنی ماں باپ تو صرف جسمانی تربیت و پرورش اور حفاظت و حیات کرتے ہیں اور علماء اخلاقی و روحانی تربیت کو کے قرب الہی کے لائق بناتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ دوح کامر تجسس سے زیادہ ہے۔ فتحیقت اصل دھیر دوح ہی ہے۔ اس اعتبار سے علماء کا مرتبہ ماں باپ سے زیادہ ہٹھیرا۔ اور انکی شفقت لا جمال ماں باپ سے زیادہ ہوئی جب علماء آخرت کی آگ سے بچاتے ہیں تو انکی قدر و منزلت کا کیا ٹھکانا۔

علماء چراغِ زمانہ ہیں ایکی ذات تنور قلب و دماغ ذریعہ ہے۔ انکے وجود سے دنیا میں علم و مسلک کی روشنی بزرگ کارشایہ "العلماء سراج الازمنة" کی واحد مصباحِ ذمانتہ بستغثی بہ اهل حصن۔ علماء ہی تمام زمانہ کے چراغ ہیں اور ہر عالم اپنے زمانہ کا چراغ ہے۔ جس سے اسکے محصر لوگ بھی روشنی حاصل کرتے ہیں۔ لفظ کیجیے کہ اگر رسول اللہ کے بعد علماء کی روشنی دنیا میں نہ ہوتی تو مسلمانوں کے دل و دماغ بھی کس تاریکی ہو گئے ہوتے اور وہ بھی ہو دوں فارمی کی طرح مگر ای کے غار میں پڑے ہوتے۔

ذکورہ بالا حدیثوں اور بزرگوں کے اقوال سے آپ کو معلوم ہو گیا کہ علماء کی کیاشان ہے۔ ملت مسلم کیلئے ایکی رہنمائی کی کہی ضرورت ہے۔ علماء خلق کے درمیان واسطہ ہیں۔ وہ امانت مرحومہ پر ماں باپ سے زیادہ شفقی ہیں۔ یہ ساری روشنی علماء ہی کے دم قدم سے ہے اور وہ مشریعۃ مقدسه کے محافظ و نگہبان ہیں۔ لیکن یہ بزرگ کھانا چاہیے کہ علماء کی یہ شانِ محض اسکے عالم ہونے کی حیثیت سے نہیں بلکہ لکھنام قلمی دینے اور صحیح رہنمائی کرنے کے اعتبار سے ہے۔ اگر علماء اپنے فرض منصبی سے غافل ہو جائیں اور بجائے مغرب کے ترکستان کی طرف لے جائیں تو مجرورہ کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ اسلام اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ علم دین اور مسلمانوں کی رہنمائی صرف ایک خاص گروہ کے ہاتھ میں ہو اور دوسروں کیلئے سوائے اندھی پیروی کے اپنی ذرا سی بصیرت بھی نہ ہو۔ اگر کسی مسلمان کو یہ اہمیت ہے کہ وہ کتاب و سنت کی روشنی میں اپنے علماء کے اعمال و افکار کا صحیح اور جائز تصور پر جائزہ لے سکے تو بے شک اسکو حق ماحصل ہے کہ وہ اسکے اعمال و افکار کا جائزہ لے۔

کون نہیں جانتا کہ معلم کتاب و حکمت نے کسی خاص گروہ کو نہیں بلکہ تمام صحابہ کو تعلیم ہائیت فرمائی اور اسی لئے ایک جاہل قوم دنیا میں قاسم العلوم بنگئی۔

عمل کے اسلام کے اقسام

عمل ائمہ اسلام اپنے علم و عمل کے اعتبار سے دو گروہوں میں تقسیم ہیں اور یہ تقسیم خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کی ہے۔ خیار العلماء یا علمائے ربائی اور شردار العلماء یا علمائے سُور۔ یعنی ایک قسم کے عالم تو وہ ہیں جو انی اعلیٰ شان تقویٰ کے ساتھ مذہبی، اسماںی، امعاشری اور دنیاوی امور میں کتاب و سنت کی روشنی میں مسلمانوں کی تحریج رہنا کی گئی اور ان کو ترقی و کامیابی کی راہیں بھائیں۔ انہی کو علمائے ربائی کہا جاتا ہے اور دوسرا سے وہ جو نور و ریا کاری اور حب جامکے بھوکے ہوں، بھائی آزادی کے علمائی کا درس دیں، اغیرہ و احباب کا خوشنام کریں حکام کی رضا جوئی اور تقرب کیلئے آیات الہی اور احادیث نبویہ کو صحیح کریں۔ سلف صالحین کے طریقہ کو ترقی کر کے دین میں نیئی پہنچ راجح کریں۔ کتاب و سنت اور اجماع امت کو اپنی رئیس کے مقابر میں کوئی وفت نہ دیں۔ دین میں تنافر فتح کریں۔ اگر شردار العلماء یا علمائے سُور کہا جاتا ہے۔

علمائے ربائی اسلام اول روزے علم و عمل کی جامیعت لیکر آیا ہے۔ علمائے ربائی ہمیشہ اس جیز کے مالک رہے۔ اشاعت اسلام اٹھیں کے وجود زیادتے ہوئی اور مسلمانوں کا عروج انہیں کا رہا ہے۔ سب سے پہلے طبقہ اوپری کے اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو رسول اللہ کے کاتب و می اور حافظ قرآن تھے، قرت آن مجید کو بصورت مکتوب دنیا کے ساتھ پیش کیا۔ اور اسلامی فتوحات کے ساتھ ساتھ اس کتاب مقدس کے نسخوں اور اسکی تعلیم کی تو سیع و اشاعت میں بھی حصہ لیا پڑکر وہ وقت ابتدائے اسلام کا خلاص لئے تمام امت اسلامیہ کے عمل کو علم پر مقدم رکھتے ہوئے اصلاح حال بلا داور اصلاح عباد کو ہر طرح ترجیح دی۔ خلافت شیعیوں میں جبکہ تمام عرب، اعاقر عرب، عجم، اشام اور فلسطین وغیرہ ممالک فتح ہوئے۔ تو اسی وقت سے اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک انسان گروہ نے علم کی طرف اپنی توجہ کو مندوں کیا اور ربائی صحابہ عمل کو مد نظر رکھ کر تفسیر ملالک کی طرف متوجہ ہوئے۔ کیوں کہ قرآن مجید کی آیات بھی دو قسموں میں تقسیم ہیں۔

(۱) آیات محکمات یعنی وہ آیات جن پر عقائد، عبادات، اخلاقیات، معاملات اور سیاست دن کا دار و مدار ہے۔

(۲) آیات متشابہات یعنی وہ غیر احکامی آیتیں جو بطور تہیید، تکریہ، تردید، تغیریض، توضیح، تشریح اور عده، دعہ، اور زنگیب و تہیب وغیرہ امور پر مشتمل ہیں۔

اس تقسیم کے مطابق علمائے ربانی نے علم و عمل کے راستے اختیار کئے۔ خلافت راشدہ کے بعد جب حکومت د فرمان روانی کا فر کر لفظ حق سے تجاوز ہو گیا اور عدل حقیقی کی جگہ بورڈ فلم نے لے لی تو علمائے ربانی ہی تھے جنہوں نے حفاظت دین کو اپنا شعار بنائے رکھا۔ یہ انہیں بزرگوں کی سعی شکور کا نتیجہ ہے کہ باوجود صدھات تغیرات والانقلابات اور معاملہ زین و مخالفین کی گوناگون کوششوں، اعزازخواں، ایڈ فریمیوں، تفرقہ اندمازوں، احتمال آفرینیوں اور خفیہ و علیئے تدبیروں کے دین حق آج بھی اپنی اصلی روح افسر اصوات میں موجود ہے۔

علمائے ربانی کا طریقہ محمل جس وقت حکومت و فرمادروانی اپنے مرکزی قلعے سے ہٹی اس وقت بعض علمائے
علمائے ربانی نے تو اسکی ہدفی و رفاقت سے کفارہ کشی کر لی اور بعض ایسے بھی تھے جو
باوجود اپنی اسلامیت کے خلفاء و سلاطین کی مصاہب و رفاقت باقی رکھی اور اپنی حق گوئی و مسیح رہنمائی کے ذریعہ دین
کی، حکومت کی اوپر فرماداروں کی خیفرخای و ہبودی کا حق ادا کیا۔ انہوں نے امر بالمعروف و نہیں عن المکر کے فرض کفایہ
کو اس عمدگی، بے باکی اور خلوص و ایثار کے ساتھ ادا کیا کہ آسمان سے ان پر رحمتوں اور برکتوں کی بارش ہوئی اور گویا
نام امت کی خدمت کی۔

یہ ایک آفتاب سے زیادہ روشن تاریخی حقیقت ہے کہ علمائے ربانی نے خلافت راشدہ کے بعد ہمیشہ حق
کا عالم کیا اور علم کو ظلم کہا۔ وہ دنیا میں سچائی اور حقیقت کے گواہ رہے۔ جس سچائی کا انہیں علم و لبقیں دیا گیا تھا، وہ
ہمیشہ اسکا عالم کرتے رہے اور اداۓ فرض کی راہ میں کسی آزمائش اور بصیرت سے نہ رہے۔ جب مسلمانوں میں
شکی گرانی اور شہمندراہی کا دور دورہ ہوا تو اسلامی یہودیت کا نظام دہم برہم ہو گیا اور طاقت و تسلط نے حق
گوئی کا گلگھٹنا شروع کر دیا۔ تاہم علمائے ربانی کی زبانیں جس طرح پہلے دور میں آزاد ہیں اسی طرح دور جبراً و استبداد
میں بھی آزاد و بیباک رہیں۔ انکی زبانوں کی برباکی اور دلوں کی بیخوبی برا بر سرگرم عمل رہی۔ اور قید خانے کی تاریک
کو ٹھڑپاں، تازیاںوں کی ضرب اور جلا دی کی تین بھی انہیں نہ روک سکی۔

علمائے ربانی کی کوششوں اور حق پرستیوں کا نتیجہ ہے کہ دنیا کی کسی قوم کی تاریخ میں حق گوئی کیلئے قربانی کی لیے
مثاں نہیں مل سکتیں جن سے تاریخ اسلام کا ہر باب معمور ہے۔

اگرہ زمانہ اور ہر موقع پر علمائے ربانی کی حق گوئی آئے نہ آتی تو سچائی اور حقیقت ہمیشہ کیلئے خطرہ میں پڑ جاتی اور حق کے
امہم و فاعم سپنے کی کوئی صورت باقی نہ رہتی۔

بہر حال کہتا ہے کہ علمائے ربانی کا ایک گردہ علم و تقویٰ کی جلالت شان کے ساتھ ہمیشہ ملت مسلم کا پشتیبان
اور درباروں کا فریق رہے۔ چنانچہ بھی اسی کی حکومت میں حضرت امام زہریؓ عبد الملک کے زمانہ سے بکر زید بن عبد الملک
کے ہندوستانی خلفاء کی رفاقت میں رہے۔ امام شعبیؓ جب عبد الملک کے دربار سے قیصر دم کے دربار میں سفر ہو گئے، قیصر اسی

و انشتمنڈی، فہم و ذکا اور جرأت و بے باقی کو دیکھ بول اٹھا کر جس قوم میں ایسا شخص موجود ہوا سکو دوسرے شخص کا خلیفہ بنانا تارہ نہیں۔ اگر امام رجاء بن حنفیہ کی رہنمائی دربار سلیمان بن عبد الملک کو میراث آتی تو دنیا حضرت عزیز بن عبد العزیز کی خلافت کی سعادت سے محروم رہتی۔ حضرت امام عظیمؑ کے شاگرد رشیدہ امام ابو یوسف خلافت ہاروئی کے رکن رکن بنے رہے۔ امام حسینی بن اکثم کے خداداد اثر نے ماون الرشید کی رہنمائی کی۔
علی ہذا القیاس پیدا صدیوں تک جاری رہا۔

علم اسلامی کیلئے ایک وہ مصیبت عظیمؑ اگر علمائے حق کی رہنمائی کا سلسلہ اسی طرح و تاج زلتنا اور عروج کے بعد ذلت و پستی لغیب نہ ہوتی۔ گر جب سے علمائے ربانية دنیاوی اور سیاسی معاملات سے کنارہ کشی کی، اسلامی سلاطین و فرمازوں اور مسلمان دنیاوی امور میں ائمہ مشوروں اور رہنمایوں سے محروم ہو گئے اسی وقت سے وہ مصیبت عظیم اسلامیوں پر نازل ہوئی جمیں وہاب تک گرفتار ہیں۔ سماج ہی یہ بھی ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اگرچہ اکثر علماء نے دنیوی معاملات کی رہنمائی سے کنارہ کشی کر کے مسلمانوں کو تباہی کے راست پر لگنے دیا اور وہ اجنبی اقتدار کا شکار بنے۔ لیکن علمائے ربانية کا ایک گروہ ایسا بھی رہا ہے جو معاملات دنیوی کارہنمائی اور مصلح اب نک اور ان بزرگوں کی عسی و مشورت اب نکلے مسلمانوں کے معاملات کو تباہی سے بچانے اور یہ ہندوستان میں جس طرح علمائے ربانية نے مسلمانوں ہند کی رہنمائی کی اور ان کو تباہی سے بچانے کی کوششیں کیں۔ اسکی تفصیل ذیل میں ملاحظہ ہو۔

ہندوستان میں علمائے امت کی آواز میث جانے کے بعد مسلمانوں پر جو زوال آیا، اسکی در دنیاک داستان تاریخ کے صفات پر ہوں کے حروف سے لکھی ہوئی موجود ہے۔ ہندوستان سے جب مسلمانوں کے اقتدار اور طاقت و قوت کا جنازہ اٹھا، تو انقلابات دہرنے مسلمانوں کو اس قدر پیسا کا تام قومی حصوصیات خاک میں لگیں اور وہ جسد بے روح بکرہ گئے۔ اعیار کو سب سے بڑا خطہ مرف مسلمانوں کا تھا۔ وہ ابھی طرح جانتے تھے کہ اسکے پاس قرآن موجود ہے جو انکو قدم تند پر ذلت و نامرادی سے بچا کر تروتازگی حیات نواز نہیں بخشتا ہے۔ اور اسکے افراد میں اب بھی مذہب کے نام پر مخدود متفق ہو جانے کی صلاحیت موجود ہے۔ اگر مسلمانوں کی موجودہ سیاسی خلقت و پیشاندگی اور گزوری سے فائدہ اٹھا کر ان کو ہمیشہ کیسے نہ سلاطیناگی، نوادہ کسی دکھی دن اپنی پوری قوت کے ساتھ بیدار ہو کر دنیا کی ماڈی طاقتوں کو زیر و نزد کر دیجئے چنانچہ انہوں نے اس نئم کے تمام ذراائع اختیار کئے ہوئے مسلمانوں کی مذہبیت بخواہندی

اور سادگی آہستہ آہستہ مٹ جائے اور وہ اپنے گھوئے ہوئے عروج کو دوبارہ واپس لانے کے قابل نہ ہیں۔

اعیار اچھی طرح جانتے تھے کہ مسلمانوں کی بیداری، ترقی و کامرانی وزندگی اور نہبہت کی باغ ڈور علماء کے ہاتھ میں ہے۔ اگر کئے دل و دماغ پر جبر و استبداد کا رزہ طاری نہ کیا گیا تو مسلمانوں پر پوری طرح فابو ہمیں رکھا جاسکتا۔ اسلئے ہذر کے بعد علماء پر وحشیانہ مظالم روکنے کے لئے جنکے تصور سے بدن کے رو گھنگھڑے ہوتے ہیں۔ ملک کے مقصد علماء پر بے دریغ مظالم کرنے گئے۔ حالمین شریعت کو اسقدر جبر و عصیل کیا کہ ان میں سر اٹھانے کی سخت باقی نہیں اور وہ اپنے مدرسون اور جمیون کے گوشہ ہائے عافیت میں پناہ گزیں ہوئے پر بجور ہو گئے۔

علماء کے خلاف پر ویگنڈہ کی ابتداء ایک طرف تو حکومت کے خوف سے علماء کو نہیں پر بجور ہو گئے۔ دوسری طرف خود مسلمانوں میں سے ایک ایسا نایاک طبقہ پیدا ہو گیا یا کہ دیگر ایسا جس کے دل میں پیشوایان مذہب کی طرف سے انتہائی نفرت بھری تھی یہ معلوم علماء مسلمانوں کی تباہی و بریادی پر منائز تھے مگر خاموش تھے اور انکی بی خاموشی قہر مانی طاقتلوں کی وجہ سے کسی حد تک بجا تھی۔ اس خاموشی سے علماء کے غالین نے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور زوال و بیسی کی تاریکی نے ایک ”روشن حیال“ جماعت پیدا کر دی۔ اس جماعت کا مشغول بجز اسکے اور کچھ رخاک علماء کی مقدس جماعت کو مطہون خلائق کریں۔ اس جماعت نے بے دینی کی تاریکی اور تعلیم کی روشنی کو لازم و ملزم کیا۔ اس پر مغرب کی تہذیب کا جھوت سوار تھا۔ وہ اس حکیم تہذیب پر اپنادل وجہ سب کچھ وسیلان کر جکی تھی۔ اسکے اس راستے میں علماء روؤانے اسلئے پر جماعت انکی نفرت و دشمنی پر آمادہ ہو گئی۔ اس فریب خور دہ جماعت میں چند مخلص گمراہ ایسے بھی تھے جو نیک نیتی سے یہ سمجھے ہوئے تھے کہ مسلمان ہندوستان میں صرف اسی صورت سے زندہ رہ سکتے ہیں کہ وہ سرے پر نیک انگریز بخاہیں۔ نیجہ کے اعتبار سے دونوں کا مقصد یہ تھا کہ علماء کی آواز کو ختم کر دیا جائے اور ہمیں دل کھول کر ناختم عورتوں کے ساتھ اختلاط کرنے اور حال میں تاجیے کا موقع ملتے۔

اس بناء پر مغربی تہذیب کے بھاریوں نے علماء کے خلاف پوری ثہرت و قوت کے ساتھ کروہ پر ویگنڈہ شروع کر دیا۔ حکومت انکی پشت پر تھی، سیاسی اقتدار ان کا ساتھ دے رہا تھا اور علماء کی خاموشی اسکے ارادوں کو اور بھی تقویت کر پھر اپنی بخی نیجہ یہ ہوا کہ قومی پلیٹ فارم سے علماء پس پا ہو گئے اور نام نہاد رoshن حیال قبضہ پا ستے چلے گئے۔ قومی پلیٹ فارم سے جب وہ مستشار کیا گیا۔ دینداری، اسلامی اخلاقی،

تہذیب و معاشرت اور دوبارہ اجھر لئے کی امید رضت ہو گئی۔ نوبت بانجوار سید کہ آج ہر مسلمان کسی نکسی حد تک مغربی تہذیب سے متاثر ہے اور ہماری قامِ قومی خصوصیات مٹ گئیں۔

منہب کے نام پر حکومت کی وفاداری کا درس لکھنؤل کے بعد عام طور پر مسلمانوں کی پالیسی یہ تھی کہ وہ حکومت کے ساتھ مل کر اپنی نو وفاداری اور تعاوون کا ثبوت بھی پہنچا کر بغاوت و غداری سے جیسا کہ نتائج ہتے اپنے انہوں محفوظ کریں۔ اور حکومت کو یقین دلا دیں کہ وہ ہر طرح وفادار اور اطاعت گزار ہیں۔ جب کوئی قوم اپنا تحکمت و تلاج اور سیاسی اقتدار کھو بیٹھتی ہے۔ تو اپنے منہب کی روشنی میں ہی کمزوری و غلامی کی راہیں بھی ڈھونڈتی ہے۔ اور مذہبی احکام کی صورت صحیح کرنے پر آمادہ ہو جاتی ہے اس زمانہ میں جو جماعت سیاسی پریٹ سے مسلمانوں کی عناصر کی کا حق ادا کر رہی تھی اور گورنمنٹ کی نظروں میں متاز حیثیت حاصل کرنا چاہتی تھی۔ وہ دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔

اس نقیب کے مطابق ایک جماعت نے نصیف و تالیف کے ذریعہ مسلمانوں کو یقین دلانے کی کوشش کی کہ منہب کا جو مفہوم علماء نے اُن تک پہنچایا ہے، وہ غلط ہے۔ صحیح مفہوم یہ ہے کہ قرآن مجید کی اصطلاح کے مطابق ہندوستان میں مسلمانوں کیلئے انگریزی اولی الامڑیں اور انہی کی اطاعت مسلمانوں پر فرض ہے۔ اگر انہوں نے انگریزوں کی وفاداری اور اطاعت سے منزہ ہوا تو نہ صرف سیاسی موت مر جائیں بلکہ حق تعالیٰ کی نافرمانی بھی لازم آئے گی۔ ان کچھ فہلوں اور غلامی کے اوتاروں نے متفہمیں و متاخرین کی تفاسیر کو رد کیے تا ویلات کا ایک طوفان پاپ کر دیا اور زیر اثر طبقہ پر یہ ظاہر کر کر اسلام وہ نہیں جو تیر و سوال سے مستند علماء کی جماعت پریش کرتی رہی ہے بلکہ وہ ہے جو ہم پسیں کر رہے ہیں۔

ہندوستان میں اس ناپاک، غدار انصاری پرست اور دشمن اسلام جماعت کے دو نام گذشتے ہیں۔ ایک امام مشی غلام احمد قادریانی تھا۔ جس نے انگریزی حکومت کو قرآن و حدیث سے اولی الامڑابت کرنے کی کوشش کی اور ساری عزیز انصاری پرستی میں گزاری۔ مرزا صاحب کی نام جہبہ اور دعاوی کا مقصود عرف پر تھا کہ ایک طرف تو علماء کو تاریک حیال، اقدامت پرست، اشورش پسند، خوبی مددی کے منتظر اور دشمن امن ثابت کر کے مسلمانوں کو ان سے منتفہ کیا جائے اور دوسرا طرف حکومت کا اقتدار مسلمانوں کے دل و دماغ پر قائم کر کے ایکی ذہنیت میں غلامی اور اطاعت گزاری کا نادہ پسیدا کر دیا جائے، اور مسلمان اپنی موت اپنے مر جائیں۔

ان مصنفین و مؤلفین کے علاوہ دوسرے اگر وہ تجدی دروں اغلامی پسندوں اور مسلمانوں کے نادان

دوسروں کا وہ تھا جس کا مقصد صرف علماء کو مطلعون کر کے اپناراستہ صاف کرنا تھا۔ ان کا طرزِ عمل اور روزیہ بیان کر جب کبھی ملکی اور سیاسی حالت پر کوئی تقریر کرتے یا کوئی پیشوں لکھتے، تو انکی تحریر و تقریر کا مودودی تحریر کا مذہب عنا د ہوتا تھا کہ علماء کی خاموشی پر ان کو مطلعون کریں، علماء کی جماعت کو عضو متعطل (وناکارہ) ثابت کریں، مسلمانوں کو مبتلا کیں کہ ان میں مسلمانوں کی رہنمائی کی گرد صلاحیت موجود نہیں، وہ حالات زمانے سے تباہ و حرج عصری سے نابدلیں وہ اپنے بھروسیں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ان پر محمود و خود طاری ہو چکا ہے، ان خیالات کی اشاعت اخبارات اور جدولی کے ذریعہ اس شدت و قوت کے ساتھ ہوئی گہر مفرز اور پیشوں نگاہ نے علماء کو لازمی طور پر اپنے مطاعن کا نشانہ بنایا۔

علماء کی پیلک و زندگی سے کنارہ کشی حکومت کے تشدد اور جا الفین کے اس غلط پر و پیگنڈہ کراچی میں سیاسی رہنمائی کی صلاحیت نہیں، انہیں خود اپنی کمزوری و بے بی کا یقین ہو گیا۔ وہ اپنے حقیقی فرائیں سے غافل ہو گئے، اپنے دائرہ عمل کو محدود بھینگ لے۔ مذہب و سیاست کو علیحدہ علیحدہ بھولیا، اور پیلک زندگی سے بالکل کنارہ کش ہو گئے۔

اس بے موقد سکوت، غلط فہمی، پسپاپی اور علیحدگی سے اسکے متعلق غلط فہمیں اور بھی زیادہ بڑھ گئیں اور عوام کو معاملات دینے کیلئے ان کے دشمنوں کی زبانیں اور بھی زیادہ بیباک و آزاد ہو گئیں۔

علماء ہند کی جماعت میں انقلاب انگیز حرکت علماء کا سکوت ہر حال زیادہ تھا، اسکے سیسوں میں درجہ برا درجہ اعلیٰ تھا۔ علماء ہند کی جماعت میں ایک حرکت پیدا ہوئے دالی تھی، وہ ہوئی اور دنیا سے دیکھ بیا کہ علماء کے بغیر مسلمانوں کی زندگی اور ترقی خالی ہے۔

۱۹۷۹ء میں جنگ عظیم کے اختتام کے بعد مسئلہ خلافت و تحریک آزادی ہند میں علماء کے اسلام نمایاں ہو گئے۔ یہ وہ وقت تھا جبکہ رہنمایاں ملک نے ممالک کا صحیح اندازہ کر لیا تھا اور ہندوستان کی پستی پر وہ بھوٹ پھوٹ کر رہے تھے۔ ان میں قوتِ عمل کا فضلان تھا، تیپو خیز قوت سے تھیس تھے۔ اسکے ارادوں پر بے بی کی او سن پڑی ہوئی تھی۔ اسکے خصوصیات تھے۔ اور ہندوستانیوں کو کسی عام تحریک کیلئے بخوبی کرنے کی امیت اپنے اندر نہ پاتے تھے۔

مسلمانوں کی یکی ہفتہ تھی کہ عوام پرکل جمود طاری تھا۔ خوف و ہراس سے اسکے دماغ مختل تھے اور ان کے وہ خواص دلیل رہو جو علماء کو عضو متعطل قرار دیتے تھے، جاہ پسندی، علیش پرستی، ہافت کوشی اور حکومت دوستی

میں بعتلا تھے اپنے عترت کدوں میں مشینی ہند سورہ ہے تھے اور کسی کو ہرگز یہ اسمید نہ تھی کہ ہندوستان کے مسلمان بھی بیدار ہو سکیں گے۔

بالآخر اسلام کی عترت و حرمت کے درست پا سبان، نک و ملت کے حقیقی خیر خواہ اور اسلام کے محافظ علماء ہی جائے گے، انہوں نے حالات کی نزاکت کا احسان کیا، مسلمانوں کے قوائے عملیہ کا جائزہ لیا، اور خواجہ کونین کے ناموس پر کٹ مرلنے والی علماء کی مقدس جماعت اپنے تاریخی جھروں سے نکل آئی۔ جن کی نسبت کہا جاتا تھا کہ وہ سیاسی رہنمائی کی اپنے اندر صلاحیت نہیں رکھتے اور جن کو سیاست سے بے بہرہ بتایا جاتا تھا وہ مرد میدان بندکریہاں عمل میں نکل آئے اور مسلمانوں کی سیاسی نمائندگی کے دعویدار اپنے عترت کدوں میں داد میش دیتے رہے۔

علماء نے حصول آزادی کی کوششوں اور قربانیوں سے مسلمانان ہند کی لاج رکھی۔ فیصلہ خلافت کے لئے نایاں اور شاذار کا میاہی حاصل کی۔ ابھی کوششوں سے ترکی سلطنت کے بغاریں ترکوں کا ہاتھ بٹایا۔ جزیرہ العرب کی آزادی کیلئے دھڑکی بازی لگادی۔ تحریک خلافت سے پہلے مسلمانوں کی جیشیت ایک جسٹریوج سے زائد تھی۔ علماء نے اپنی سیاسی فتنی سے ذہب و ملت کی خاطر ایثار و فدا کاری کا مسلمانوں میں ایک بے پناہ پذیرہ پیدا کر دیا۔ یہ اپنی کی مسامعی حصہ کا نتیجہ تھا کہ حریت و آزادی اور قربانی و فدا کاری سے مسلمانوں کا پچ پچ واقف ہو گیا۔ علماء ہی نے عوام کو سیاسی سیاست سے روشناسی کرایا۔ ملی برادران کو عظمت و اقتدار کی بلندیوں تک پہنچانے والے علماء ہی ہیں۔ آج ہندوستان میں جتنی بھی بیداری، اسیاسی دلچسپی اور رہالت و فدا کاری ہے وہ سب نتیجے علماء کی مسامعی جیبید کا۔

پھر تحریک خلافت اور جاہدہ حریت کے ساتھ ساتھ جس ہوشمندی اور حسن و خوبی کے ساتھ علماء نے تحریک شد ہی وسگھٹن کا مقابلہ کیا، اُس سے مسلمانوں کا پچ پچ واقف ہے۔ الفرض ٹولوٹ سے لیکر اب تک ہر ہندوی و سیاسی مسئلہ میں علماء کی جماعت نے مسلمانان ہند کی سیخ نزیں رہنمائی کی ہے اور نابت کر دیجا کہ ملت مسلم کی کشتی کے ناخدا حقیقت میں وہی ہیں۔

گرامنوں صدھزار افسوس کر مسلمان ہند نے علماء امت کی عدم التغیر خدمات کو فراموش کر دیا۔ سیاسی میڈروں کے ایک طبقہ کی طرف سے اب بھی یہ گمراہ کن پر و پیگڑا جا رہی ہے کہ وہ اپنے منصب کے خلاف سیاسیات میں کیوں دخل انداز ہوتے ہیں۔ اپنے دارہ عمل کو درس و تدریس اور صدور قضاوی تک کیوں مدد و دہنیں رکھتے؟ سمجھان اللہ پہلے علماء کا یہ قصور بتلا یا جانا تھا کہ وہ مسلمانوں کی سیاسی رہنمائی نہیں کرتے اور آج یہ قصور بتلا یا جاتا ہے کہ وہ سیاسیات میں دخل کیوں دیتے ہیں۔ صاف صاف نہیں کیوں نہیں

کہ دیا جانا کہ علامہ کو سلم پیٹ فارم صرف ہمارے سپر کر دینا چاہئے کہ ہم دل کھول کر مغربی تہذیب کے مرنے لوٹیں اور ملک و ملت سے خداری کر کے پس سفید آقاوں کی رضا مندی و خوشنودی کے پردے اتنے حاصل کریں۔

حقیقت میں ان حضرات کا مقصد صرف یہ ہے کہ کسی بُکسی طرح علامہ کو بہ نام کیا جائے۔ اسکے اثر و اقتداء کا ہر صورت خالص کیا جائے، اسکے زربیں کارناموں پر ستاری کا پردہ ڈال دیا جائے اور مسلمانوں کے دل و دماغ پر خود قبضہ کر دیا جائے تاکہ ہماری شخصیت و وجہت قائم رہے اور ہم سیاست کے واحد اجارہ دار بنے رہیں۔

مسلمانوں کو کان کھول کر سن لینا چاہئے کہ اگر وشن خیال لیڈر بنی ان کوششوں میں کامیاب ہو گئے اور وہ علامہ سے بدظن ہو کر ان جزو غرض لیڈروں کا آزاد کاربن گئے تو انہیں اپنی مت کا منتظر کرنا چاہئے۔

عید الفتح

دنیا میں اسلام کے لئے عید الغظر کے بعد عالمگیری مسرت کا یہ دوسرا موقع ہے۔ اس دن خدا سے بھاگے ہوتے بندے پھر یک جا اس خلاق عالم کے سامنے جیسی سالی کا روح پرورد़ نظارہ پیش کرتے ہیں۔ یہ ان اسلامی اجتماعی زندگی کا ایک کرشمہ ہوتا ہے۔ درود مدد اور حقیقی جذبہ نہیں برکتے والے و مانعوں کے تخلیقات عالم ظہور میں جلوہ گر ہوتے ہوئے ہیں جن لوگوں کی عمر میں اتفاق و اتحاد کی توقع پر گزرتی ہیں۔ یہ روز ان کی طبایت و تسلی کا باعث ہوتا ہے۔

نہایت ہی شان و شوکت رآب و تاب سے بانی اسلام فراہ ابی واہی سجدہ احمد اڑایم عبید اسلام کی سنت کا احیا کیا جاتا ہے۔ قربان ہائی۔ اس کشتی عالم کے ناخدا پر جس نے لاکھوں اور کروڑوں نفوس کو واحد دینی غرض کے لئے ایک ہی پلیٹ فارم پر جمع کر دیا جس کے آفتاب رسالت کی لمبائیوں سے مشرق و مغرب منور ہو گیا۔ جس کی برکات سے اولاد کش تیم پرور ہو گئے جو اپنی اولادوں کو زندہ درگور کرنے والے تھے۔ وہ انہیار کی نسلوں کی ناصافی و نگہبانی اور حفاظت کے ذمہ دار ہو گئے۔ جو سنگ دل تھے۔ وہ موم دل ہو گئے جو بتوں کے نام پر اپنے وقار۔ و قوت عزت حیثیت میں دنیا حیات۔ موت قربان کرتے تھے۔ وہ صرف اس واحد حقیقی کے پرستار بن گئے۔ اور اسی کے علم بردار اور اسی کی توحید کے گیت گانے والے۔ اسی کے نام پر قربان ہونے والے ہو گئے۔ جن کے قلوب دین سے نا آشنا تھے۔ ان کو دنیا کا لیڈر۔ رہنماییں رو اور فہمہ ب شناس بنایا۔ جن

کے فیض صحبت سے انسان ملائکہ کے مدارج سے عبور کر گیا۔ اور جو کام لاکھوں برسوں میں نہیں ہو سکتا تھا وہ مدینی آفای کے ایک ادنیٰ سے اشارہ ہے یہ عل ہو گیا۔ انسان کو تحقیق انسانیت کا درس دیا۔ آدمی کو اصلی آدمیت کے مراحل طے کرائے۔ وہ تمام عالم کے لئے ایک انقلاب عظیم تھا جو سرزی میں عرب میں روپا ہوا اور ہمیشہ کے لئے دنیا کی کایا پلٹ کے رکھ دی۔ لوگوں کو اخلاق۔ تمدن۔ معاشرت نہیں اور سیاست سے آشنا کرایا۔ وہ نصف رحمت اللہ عنین تھا۔ بلکہ رحمت اللہ عنین تھا۔ سو اسے اس کے کیا جائے۔ کہ یہ سایہ تھا۔ مگر سایہ باں عالم تھا۔ اتنی تھا۔ مگر نکتہ داں عالم تھا۔

اس کی شان رحمت نصف اپنے بھی خواہ اور خیرواد سے تعلق رکھتی تھی۔ بلکہ اس کی رحمت اتنی ہرودی معموری۔ اپنارا اور قربانی کے باعث اغیار کے قلوب میں چالکریں ہو گئی جس کے نئے نصف مدارج اور حق پرست انسان چاہے انہیں کسی سدک سے تعلق ہو جائے۔ وہ کسی مذہب کے سدلیں واؤہ ہوں۔ بہر حال اپنے سلامتہ طبع و صفحہ ذوق سے اس کے مدارج ہیں۔

اس کے ادنیٰ اصلاحی کارناموں میں سے ایک یہ بھی تھا کہ معنوی ہی تو جس سے مسلمانوں کے ذہب اور سیاست کو واحد کر دیا اور واضح فرمادیا کہ سیاست و ذہب ایک ہے۔ بغیر خیر نہیں جہاں حیدر قربان ذہبی یاد تازہ گرتی ہے۔ وہاں اسلام کے سیاسی ذہب بھی جنڈیوں کے لئے بے حجاب ہو کر دنیا کے سامنے آ جاتے ہیں۔ اور اجتماعی حیات کے فواید و الفرادی زندگی کے مفہار کو بے نقاب ہونا پڑتا ہے۔ یہ حیدر صرف پیام ذہب لے کر نہیں آئی۔ بلکہ پیام حیات و زندگی بن کر جلوہ فلگ ہوتی ہے۔

عہدِ الضحیٰ سے سنت ایمانی کا اچھا یہ کیسے ہوتا ہے

سیدنا ابراہیم علیہ السلام جو بارگا و ایزدی سے "خلیل اللہ" کے خلیل القدر خطاب سے نواز گئے معروف و مشور نمزوہ کافر کے اثر حکومت و زمانہ دنیا ہی میں پیدا ہوئے۔ دنیا کی اصلاح کے لئے مسیوٹ ہوئے۔ ان کی بیعتیت کی عمر من آقاتے تھی تھی کی شناخت تھی وہ نالوان و عاجز نہیں بُوں کی عبادت کی لعنت سے چھڑا کر انسانیت کو انسان آفرین کے آستانہ نیشن رسان پر جھکا دیا چاہتے تھے لیکن ان کی قوم کی تقدیر نمزوہ دھیے کے فر پرست۔ ان کے ہنی نپجیں تھیں۔ وہ اپنی دنیا کے اشیاء میں مخمور اور دنیا وی اقتدار کے خار میں چور۔ دنیا یہ نہیں بتتا۔ دنیا جفہ و طا بھا کتاب ہمیشہ حق پرستی اور خداشت سنی میں مانع رہی۔ نمزوہ کو کب گوا را تھا۔ کہ دنیا کے اندراں کے نام سے کسی دوسرے کا

نام بلند ہو۔ اور اس جھاکے لئے کیسے قابل برداشت تھا کہ اس کی رعایا کے نو اسی اور جیں اس کے سوا کسی غیر کے ساتھ شرمندہ جیں سائی ہوں۔ وہ ناصیتے جواب تک نمود اور اس کے عاجز مبہودوں کی خدمت میں لگتے رہے۔ وہ آج حقیقی قادر قیوم لے آگے چھیشہ بھیش کے لئے خم ہو جائیں۔

لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی جس کام کی سرانجامی کے لئے ماہور ہوئے تھے۔ اس کو بغیر تکلیل فرولڈا شت کرنا صرف اپنے زائف مخصوص کے خلاف سمجھتے تھے۔ بلکہ عصیان الہی خیال کرتے تھے۔ یوں ان کے بیان کی نعرض و غایت خدا پرستی کا درس دینا تھی۔ انہوں نے حسیب ارشاد الہی اصلاح عالم کی طرف قدم پڑھا تے ہوئے شمس۔ قمر و کوبک پرستی سے اطمینان حضرت فرمایا۔ اور اپنی محبت کے قابل صرف وحدتہ لاشریک کو سمجھا۔ اور لوگوں کو بھی بھی سکھایا۔ تمام طاغوتی طاقتیوں اور شیطانی قوتوں کے سلاسل کو توڑتے ہوئے توحید کی زنجیریں جکڑ دینا چاہا۔ اور اپنے اسلام کا اعلان فرمایا۔ چونکہ ہر دعوے کو مدلل کرنا ضروری ہے۔ اور دعویٰ بلا دلیل و ثبوت کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

اس سے اس کا اثبات ایک اہنگ کے رنگ میں پیش آیا۔

بارگاہِ عزیز میں سے حکم ہوتا کہ نمزدی طاقت کے ساتھ بغیر خوف ذخیر کے لکر جاؤ۔ ادھر ارشاد کی دیر حقیقی۔ اور ادھر تعییل ہو گئی۔ حکم ہوا۔ کہ اپنے گھر کو چھوڑ کر عریب الدیار اور بے گھر ہو جاؤ۔ فوراً ستر یہم فرم کر دیا۔ حکم ہوا۔ اپنے جسم عزیز کو ہاگ میں جھوٹک دے۔ حکم ملتے ہی تعییل ہو گئی۔ مغرب سب سے بڑا امتحان یہ تھا کہ اساعیل علیہ السلام اپنے تقدس باپ کے جگر کی ٹھنڈک اور غرما الفواد تھے کے گھنے پر چھپری بھیر کر مقام حلقہ حاصل کرو۔ چونکہ باقی سب احکام ابراہیم علیہ السلام کی اپنی ہی ذات سے متعلق تھے۔ اس نے ان کی بجا آوری میں کسی غیر کے ساتھ اطمینان حضورت محسوس نہیں ہوئی اور اس حکم کا ابراہیم علیہ السلام سے تعلق تھا۔ اسی طرح اس کے ہلتی ملکر میمعن و منقاد بیٹے سے بھی زبردست علاقہ لفڑا۔ اپنے بیٹے کو ارشاد پڑوانی سنایا ہی تھا۔ کہ ”بنی ابن النبی“ اطاعت مجھے نے فوراً عرض کر دیا۔ یا اب افضل ماقومی۔ اے بیار سے باپ جس کے لئے تمیں حکم ہوا۔ اس کی فوراً بجا آوری فرمائیے۔ اور سبی رفیق الشہادۃ من العصابین۔ اور الشہادۃ بھیجے۔ صبر کرنے والے عباد الرحمن سے چائیں لے۔

اپنے بیٹے کے گھنے پر چھپری چلائی۔ اور فوراً ”فیل اللہ کا خطاب حاصل کیا۔ اور اس متبوع اور میمعن کے نام سے بھیشہ بھیش کے لئے ذیع اللہ کا تکمذگا یا جانا منظور ہوا۔ یہ قربانی اس مبسوط حقیقتی کو یہی بھائی۔ رُکیامت تک دین حنیف کے پیروکاران کے لئے ہر سال اس کی اتباع ضروری قراردادی

۱۱

اور اپنے نیک بندے کی یاد صفحہ عالم پر جوہش کے لئے یعنی اپنے تھاں قائم رکھنے کا ارشاد فرمایا۔
 فدا نے قدوس کو گوشت و پوست کی مزورت نہیں۔ وہ ان سے رامتی نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ آنحضرت
 فدا، ابن واتی کا ارشاد ہے۔ لِمَ يَنْهَا اللَّهُ تَحْرِمُهُ وَلَا مَا هَا وَكَنْ نِيَالَهُ التَّعْوِى مِنْ كُمْ وَلَمَنِي اللَّهُ تَحْمِلَ لَأَكُونَ تَوَصِّرَ
 اخلاص اور زیک عمل منثور نہیں۔ اور حس قربانی سے اخلاص و تقویٰ مطلوب نہ ہو۔ وہ قربانی نہیں۔ بلکہ وہ گوشت خوبی
 اور ریا ہے۔ جو قطعاً درقبویت تک نہیں پہنچتی۔

عید الفتح کے احکام

فضل کرنا حسب استھانتہ اپنے پڑے پہنچا۔ خوشبوئگا عید کا ہو جانے آئےں راستہ تبدیل کرنا۔ سنون ہے۔
 عید الفطر میں صلوٰۃ عید ہے پہلے کھاینا منون ہے ماؤں عید الفتح میں قبل ادا ایسیگی نماز کھانا اغلاف منون ہے۔
 عید کی نماز پڑھنے کا طریقہ بھی بالکل دبی ہے جو عید الفطر کی دوائیگی کا ہے۔ یعنی جیسے وہاں پہلی رکعت میں تکبیر پڑھی
 کے بعد تکبیرات فلاذ کہتی پڑھیں۔ اسی طرح اس نماز میں بھی ضروری تکبیریں کرنے کے وقت کا نون تک ہاتھ اٹھانے چاہیے،
 ذوالحجہ کی تو تاریخ سے لے کر سارے تاریخ کے عصر تک ہر نماز کے بعد امام و مقتدی دو تکبیرات پڑھیں۔ تکبیر کے
 انفاظ یہ ہیں۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر۔ اللہ اکبر و اللہ اکبر۔

قربانی کے مسائل

قربانی ہر سالان مالدار پرداج ہے۔ قربانی میں صرف غالصتہ وجہ اللہ کو بنظر رکھنے کیسی قسم کے ریا کو دخل دے۔ وردہ قربانی جائز نہیں ہوگی۔ ذہنی الحجہ کی دسویں تاریخ صبح سے لے کر ۲۳ تاریخ کی شام تک قربانی کا وقت ہے۔ افضل پہلا دن ہے۔

بھیر۔ بکری۔ دنب ایک ہی آدمی کی طرف سے ہو سکتا ہے۔ مگر اوتھ تکبیریں گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔

بھری۔ سبھرا ایک سال سے بھیر یا دنبہ جھہ ماہ سے۔ گائے بھیں دوسار سے اوٹھہ سال سے کم عمر ہوں۔ اگر اس عمر سے کم معیار کے جانور قربانی کئے جائیں۔ تو وہ قربانی ادا نہ ہوگی۔

قربانی کا جالور اندر حصہ۔ کانا اور لگکوڑا نہ ہو۔ بلکہ سیم الاعضا اور صبح ہو۔ زیادہ پیار نہ ہو۔ دم یا کان تیسرے حصہ سے زاید کئے ہوئے ہوں۔ اگر تیسرے حصہ سے کم کئے ہوئے ہوں۔ تو قربانی جائز نہیں ہوگی۔ گوشت بنانے والے قصاص کی اجرت گوشت اور پوست سے دینا جائز نہیں۔

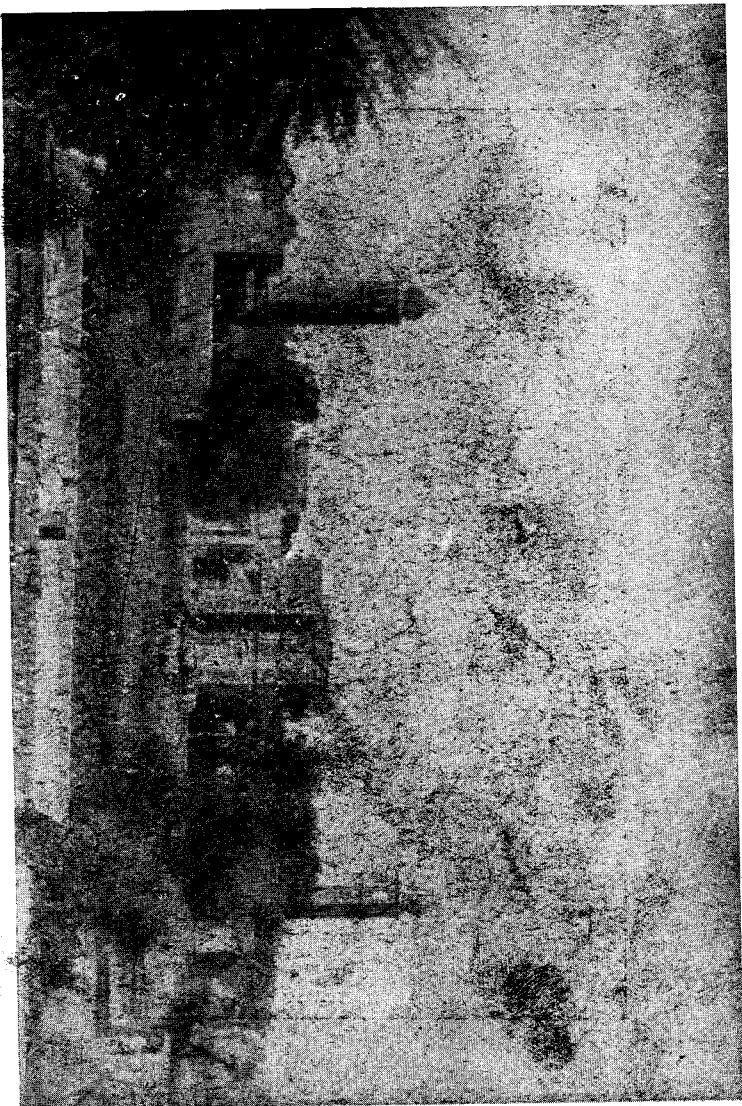
بنانے والے قصاص کی اجرت میں قیمت از کوئی نہیں۔ تکبیریں کہنی ضروری ہیں۔

بھی ہے۔ ان کو صدقہ کر دی جائے۔ معادین داکان حلب بالفنا
چڑھائے قربانی کا بہترین مصرف ہے اور یگر حضرات کا فرض ہے کہ قربانی کی کھالوں کو من کر کے ان کی
قیمت بذریعہ میں آٹھو بنا نصیرم در الحرام عزیز یہ بھرہ پیغام ارسان نہیں۔ تاکہ دارالعلوم کے طلبہ کی ضروریات میں فخر
ہو سکیں۔

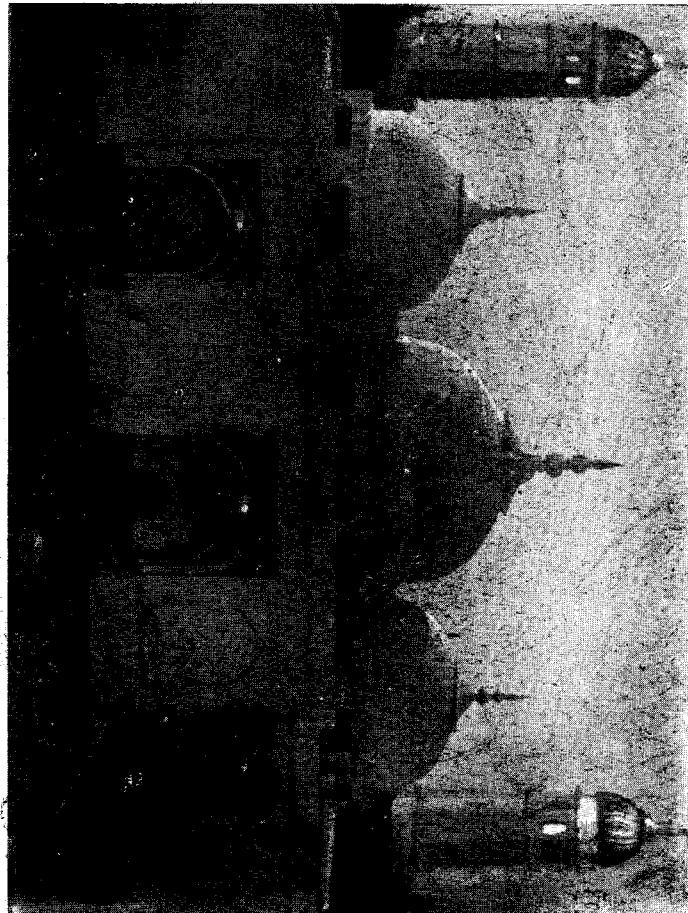
جامع مسجد رحیمہ شر

یہ عظیم اشان مسجد شاہان سات کے زمانہ میں تعمیر ہوئی تھی۔ مشمورہ و ایت کے مطابق ۱۹۵۶ء میں
شیرشہ سوری نے اس کی بناء و رسمی تھی۔ مگر اس کی تائید کسی قدیمی تاریخ سے نہیں ہوتی۔ سکھوں نے اس
مسجد کو جبراہ نلہر کی نشانہ بنایا۔ اور اپنے دوست بدادر میں اس کی ایضاً تھی۔ ایضاً بجادی۔

چالیس سال تک یہ مسجد ویران اور کھنڈرات کا ٹھہیری رہی۔ آخر حصہ میں استاد اکل حضرت مولانا
احمد الدین گوئی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی جدید تعمیر کرائی۔ اور فرمایا۔ حضرت مردہ مکھ تصرف روحانی سے یہ چہہ پر
دوبارہ تعمیر ہوئی۔ آپ کی وفات کے بعد مسجد کا فرش۔ جومن اور نیار سے حضرت زیدۃ الدارفین مولیٰ عبید العویی
گوئی رحمۃ اللہ علیہ نے تعمیر کرائے۔ مسجد کے جنوبی و شمالی دالان حضرت مولیٰ ھنڈکر گوئی رحمۃ اللہ علیہ کے
ارشاد سے حضرت مولانا محمد عجیب صاحب گوئی نے ۱۹۴۷ء میں بناؤ دیے۔ حضرت مولیٰ ھنڈکی صاحب گوئی تعمیر
کا کام چار سی رکھا۔ حضرت مولیٰ عجیب نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد کے مالیشان برآمدہ کی تعمیر کا کام شروع کرایا تھا
تیس دین بھی استوار ہو چکی تھیں۔ مگر افسوس کہ حضرت مر جوم کی پوشاہش پوری نہ ہو سکی۔ ۱۹۴۷ء سے ۱۹۴۸ء
تک مولیٰ عبید احمد صاحب گوئی کی تولیت و اہتمام میں جامع مسجد کی ڈیوڑھی تعمیر ہوئی۔ مسجد کے اندر فنی محابر میں
گلوکیں جنوبی گنبد کی کمل مرمت۔ مسجد کی چھت کا پتھر۔ دیواروں کی مرمت۔ سانسے کا پسٹر جومن کی مرمت
غسل فانوں کی جدید تعمیر۔ شمالی جانب جمروں کی تعمیر۔ جنازہ گاہ کی دیوار فرض کنی طرح کی تعمیریں ہو چکی ہیں۔ ذہن
سال کے عرصہ میں مولانا نظمور احمد صاحب گوئی کے اہتمام سے قریاً ستہ ہزار روپی مرمت پر صرف جو چکا ہو
مسجد کا ہوش با انکل خراب ہو چکا ہے۔ دارالعلوم... کے طبا کے لئے جو ہے ناکافی ہیں۔ مسجد کا شمالی
گنبد باکل بوسیدہ ہو چکا ہے۔ ڈیوڑھی کی تکمیل بھی ابھی تک نہیں ہوئی۔ ۱۹۴۹ء میں دریائے جلد
کے سیلاں نے عمارت کو بہت نقصان پہنچایا۔ اس تاریخی مسجد کی حفاظت کے لئے میر حضرات کی توجہ داعماً ا
ورکار ہے۔ جو صاحب طبا کے لئے جو ہے تعمیر فرمائی جا ہیں۔ ان کا اسم گرامی جمروہ لکھا دیا جائے گا۔ مسجد
کی مرمت سکے لئے کم از کم تیس ہزار روپی در کار ہے۔ جو صاحب اس صدقہ چاری میں حصہ لینا چاہیں۔ اپنے



بانک سعدیہ پاکستان کی تیاری میں اپنے بھروسے
وزیر اعظم جسٹریٹ اسلام، دادا نانو و دارالعلوم کے
دفاتر میں



پاک سوسنیہ یا ازولی
Nasturtium

چندہ کی رقوم نام بیاں نہیں یو سفت صاحب روڈ براز نخواجی مسجد جامع بھیرہ کے نام پر وہ فرمائیں اللہ تعالیٰ جو ہوں۔

یہی وہ مسجد ہے جہاں سے صد ہا طالب ایں علوم دینی فاضل اهل مہکرا طرف ملک میں پہنچئے ہیں وہ مقدس جگہ ہے جہاں بڑے بڑے نامور اسناد نے علوم کے چشمے ہاری کئے ہاس جگہ در عالم عربی زبانی واقع ہے جہاں آج بھی حزب الانصار کی سر پستی میں ایک صدقہ تعلیم پا رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ وجہ پریدہ شریعت اسلام کے دفاتر مسجد جامع کی ڈیوبویں میں واقع ہیں رشماں خباب میں رسمی تبلیغ کے اس اہم مہکر کو شان و شوکت سے قائم رکھنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

اس عظیم الشان تاریخی مسجد کا طول ۱۹ گز اور عرض ۷ گز ہے صحن کا قبہ سات ہزار نو مسٹر مربع گز ہے عمارت شاہی بھائی طرزی ہے اس کے ساتھ گلی و نفت نہیں۔ اس کی ایک پانچی کی بھی آمدن نہیں اس کے بقاوی تھنڈا کوئی مستقل انقلام موجود نہیں۔ افسوس ہے کہ قوم اخراج ملک اس مسجد کی طرف سے کامل بے احتیاطی بر ترکی ہے موجودہ حالات میں اس کی بستی خطرہ دیں ہے دریاۓ جہلم کے متواتر سیلابوں نے اسے بے حد نقصان پہنچایا ہے سارے بارے کرم کو اس کی بہرستہ کی طرف جلدی توجہ کرنی چاہیے۔

تشکر و افتخار

الحمد لله رب العالمین کہ ہماری یہ یہ صد ایں تیجہ خیر ثابت ہو رہی ہیں حزب اللہصار کاشناذر کارنا مر مداؤین کی ایک جماعت پیدا کر رہی ہے۔ کارکنان کی خلوص ولی رنگ لارہی ہے۔ اور قوم کو ہم مقید ادارہ کی طرف توجہ پر اپنے ہی ہی ہے۔ عالی جہاب مولوی محمد آمین ریس التجار کی سامنی جملہ سے حسب ذیل اصحاب نے حزب اللہ تعالیٰ کی مالی امداد فرمائیں کارکنان حزب کی حوصلہ اذائی فرمائی۔ خصوصیت کے ساتھ میسر جبوں بخشن۔ فہریز الدین صاحبان کے ہم صنوں ہیں جہنوں نے پہنچاں روپے تباہ عطا افرانے کے علاوہ سال آئندہ سے تنقیل ہاں امداد کا وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے فخر کارکن رہے۔ حضراۃ کوتارہ بزرگ نہ سلامت اور کئے۔ آمین دادوی محمد آمین صاحب ریس التجار کلکتہ کیک صدر روپے مہینہ جبوں بخشن۔ فہریز الدین صاحبان کیکت نہیں میں عہد الرشید صاحب سو ڈگر بھری صورت روپیہ۔ بیان ہمارا شریف صاحب۔ تاجر چرم مصہد روپیہ صاحبی نفع الدین صاحب سو ڈگر بھر کلکتہ بینیں روپے۔ خلام رسول صاحب تاجر چرم بینک روپیہ۔ ایس۔ اے حمید صاحب تاجر چرم کلکتہ دین روپیہ۔ مولوی محمد معین صاحب تاجر چرم دین روپیہ۔ مرازا برادر زادہ۔ شیخ علی حسین مولانا بخش صدر روپیہ۔ دین ہمارا صاحب سو ڈگر چرم عنده روپیہ۔ خلام محمد صاحب سادل تاجر چرم علی

قادر بخش حافظ صاحب عنده روپیہ اے۔ بی صادق برادر عذله روپیہ اسرار احمد صاحب، نیدلکنی علیہ پڑھ مکار اسماعیل محمد جان صاحب علیہ روپیہ۔ مولوی وحید اشرف صاحب تاجر چرم دمن روپیہ۔ مولوی جبل و جلد صاحب تاجر چرم عٹ روپیہ۔ حاجی محمد حسین محمد جان صاحب عنده روپیہ۔ محمد سین نظام الدین صاحب عنده روپیہ۔ میاں اللہ بخش صاحب تاجر چرم صدر روپیہ۔ ایس۔ ایم۔ سی۔ چوہدری تاجر چرم عٹ روپیہ۔ محمد سین صاحب تاجر چرم صدر تاجر چرم صرخانظ مقبول المی صاحب صدر روپیہ سوت جناب فضل اللہ مقصود الرحم صاحب از تاجران۔ کارناس بڈنگ یک صدر روپیہ۔ بنگال ملکی کپنی صدر روپیہ۔ ایس محمد علی صاحب دو روپیہ۔ میل محمد حیات الجہاں اسلام صاحب عنده روپیہ۔ حاجی احمد الدین محبوب المی صاحب عنده صدر روپیہ۔ محمد عارف خان صاحب صدر روپیہ۔ خواجہ حکم الدین پھیل روپیہ۔ محمد یوسف صاحب کلکتہ عنده روپیہ۔

علاوه ازیں بھیرہ کے پراچہ صاحب جو کلکتہ میں شال کی تجارت کرتے ہیں۔ ان کی طرف سکر شیخ محمد عبداللہ صاحب پر اچہ نے بھیں روپیہ محنت فرما یا جذہ حضم اللہ خیر الجدا۔ میاں عبد الرشید صاحب اپدی۔ میاں محمد شریف صاحب۔ اے۔ بی صادق برادر زادہ رحیم فتح محمد صاحب نے مستقل مہاذ امداد کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اگرہ میں جزو لالا نصار کے ارکان بن رہے ہیں۔ رسالت ہے سات روپیہ ماہانہ کی مستقل امداد کے وعدے ہو چکے تو۔ کان پور کے حکیم عبد التغیر صاحب مالک کوہ نوچل شورز نے دو روپیہ ماہانہ امداد کا وعدہ فرمایا ہے۔ میاں محمد صدیق صاحب سو داگر ہر ہی کانپور نے بھیں روپیہ عطیہ کے علاوہ سالانہ امداد کا وعدہ فرمایا ہے۔ میاں عبد الجبار صاحب۔ خواجہ ممتاز رئیس و تاجر چرم لاہور نے جزو لالا نصار کے کتب خانہ کے لئے مبلغ ۱۰۰ یک صدر روپیہ عطا فرمایا۔

جلد سالانہ کے موقع پر حسب ذیل مستقل عطیات کا اعلان ہوا۔

خان بسادر شیخ فضل حق صاحب پر اچہ ایم۔ ایل۔ اے یک صدر روپیہ سالانہ۔ میاں فضل المی صاحب صند و رئیس اعظم و صدر انجمن اسلامیہ بھیرہ ایک سو بیس روپیے سالانہ۔ سید عباد الجیہ صاحب میونپل کمشنر بھیرہ بھیں روپیے سالانہ۔ خان بسادر شیخ منیر حسین صاحب بھیرہ بھیں روپیے سالانہ۔ حکیم سید احمد صاحب بھیں روپیے سالانہ۔ شیخ ڈاکٹر فضل حق صاحب قیمتیں روپیے سالانہ۔ محمد رخان صاحب منشی نہر ۱۲ روپیے سالانہ میاں محمد یوسف صاحب براز ۱۲ روپیے سالانہ۔ مولوی یہی نیرشاہ صاحب ۱۲ روپیے سالانہ۔ میاں نفضل کریم صاحب گوراؤ ۱۲ روپیے سالانہ۔ ملک حبیب اللہ صاحب ۱۲ روپیے سالانہ۔ میر احمد صاحب ڈوگل براز ۱۲ روپیے سالانہ۔ مسٹری محمد شیعف صاحب ۱۲ روپیے سالانہ۔ میاں محمد عبد اللہ صاحب پر اچہ نمبر دار ۱۲ روپیے سالانہ۔ حاجی سید عالم شاہ صاحب ٹپی سپنڈنڈ نٹ پولسیں نیشنل سلیغ ۱۲ روپیے سالانہ۔ میاں محمد آمین

صاحب پر اچہ دس روپے سالانہ مرکم علی صاحب چوکیدار جو بیٹیں اور پے سالانہ نشی خلام رسول صاحب شیکیدار بارہ روپے سالانہ۔ چبڑا گیر صاحب پر اچہ بارہ روپے سالانہ۔ میاں عبدالرشید صاحب پر اچہ ۱۲ اروپے سالانہ۔ مسٹری محمودینی صاحب میانی۔ ۱۲ اروپے سالانہ۔ میاں محمد صدیق صاحب ۱۲ اروپے سالانہ۔ خواجہ حاجی خلام قادر صاحب میانی دش روپے سالانہ۔

علاوہ ازیں جذبہ سالانہ کے موقع پر دارالعلوم عزیزیہ کی امداد کے لئے اوقاتی سور و پر لقد چنہ دھول ہوا خوب الاصفار کا ہادی خرچ سو ایکس سور پے کے قریب ہے۔ حاسیان دین تین کافر ضم ہے۔ کہ اس اسلامی و علمی و تبلیغی ادارہ کے بقایا کے لئے کامل جدو جلد فرمائیں۔

جریہ شمس الاسلام کی اعانت کے لئے ماہ دسمبر قسط دو جنوری سالہ میں حسب ذیل اصحاب نے حصے کر لئون و مشکور فرمایا۔

موئینا حافظ محمد رنتی صاحب گیا۔ سہ خریہ اور معزت حافظ محمد سید صاحب رکن حزب الاصفار ذگونت سہ اخیریار خواجہ حمت علی صاحب کلکتہ ۳ اخیریار۔ قاضی محمد دلیر صاحب ۳۔ میاں عبد العزیز صاحب سوداگریہ کلکتہ ۶۔ عبدالحالمیں صاحب پوسٹ میں جملہ ۱۔ حافظ احمد الدین صاحب ۲۔ قاضی عبد الغفور صاحب متعلم دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ ۷۔ نور محمد صاحب چشتی انوکھروال ۱۔ ڈاکٹر فیروز ال بین صاحب لدھیانہ ۳

ضرری گزارش

۱، جن حضرات کی میعاد حسیریاری اس پرچے کے ساتھ یا قبل ازیں ختم ہو چکی ہے۔ وہ برائے کرم چنہ نبدیعہ منی آرڈر روانہ فرمائیں۔

۲، جن حضرات کی خدمت میں رسالہ نبی طور نونہ حاضر خدمت ہو رہا ہے۔ برائے کرم و ملپٹے عنیہ سے مطلع فرمائیں (سلیم)، جن حضرات کی خدمت میں رسالہ نبی طور نونہ حاضر خدمت ہو رہا ہے برائے کرم و حضرات چنہ نبدیعہ منی آرڈر روانہ فرمائیں۔ مسند جو تمام حضرات کی خدمت میں عاجزانہ التماں کی جاتی ہے کہ وہ برائے کرم چنہ نبدیعہ منی آرڈر روانہ فرمائیں۔ ورنہ خاموشی کی صورت کو رضا سمجھتے ہوئے ماہ مارچ کا پرچہ نبدیعہ

و تیسی پی ارسال خدمت ہو گا۔ جس کا وصول کرنا اسلامی داخلی فرض ہو گا۔

عاجز : غلام حسین علوی علوی پنجھر

جرمنی میں تبلیغ اسلام

پروفسر عرب الجبار خیری ماس جماعت کے سنگ بنیاد رکھنے کا سماجی تاب مولیانا پروفیسر عبد الحبیب خیری صاحب کے سر ہے۔ جناب موصوف نے اس بات کو محسوس کرنے کے لیے پہلی میں سمانوں کی ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے۔ جو ایک طرف تو صحیح اسلامی تبلیغ کرے۔ اور دوسری طرف افضلتے عالم کے سمانوں میں رشتہ مودت و انوت قائم رکھے۔ اس جماعت کو جس کا نام الجماعت الاسلامیہ فی البرین ہے۔ بعضی وجود میں ۱۹۷۴ء میں لائے۔ پروفسر صاحب موصوف کی انتہا کوشش اور خلوص نے اپنا کام اس حد تک انجام دیا۔ کہ ان کے زمانہ قیام برلن میں یہ جماعت پروان چڑھی۔ اور اپنا اثر اچھی طرح جرمنی میں قائم کر لیا۔ خوش قسمتی سے کارکن بھی جو ہیں۔ وہ ایثار و خلوص کے پکر تھے۔ جنہوں نے ہمیشہ مل کر کام کیا۔ اور واعظ صاحبِ اللہ جمیلہ کے مصدقہ بننے رہے۔ موصوف کو تمدنی مبارک باہمی کرتے ہیں۔ مکان اج ان کا لکھایا ہوا پڑا۔ اس قدر زور پکڑ گیا ہے۔ کل ایک طرف اس کے وجود اور اثر کا قابل جرم پریس ہو رہا ہے۔ اور دوسری طرف اس کی زندگی مسجد حزار کے لئے مؤت کا پیغام ثابت ہو رہی ہے۔

عاصمہ نافع چلپی رحمۃ اللہ علیہ پروفیسر موصوف کی والپیہ ہمدرد کے ہن خوش قسمتی جانشین ایسا ملا۔ جو کہ ہو بہ اس کا نونہ تھا۔ اور حس نے اپنے قول عمل سے یہ ظاہر کر دیا کہ وہ صحیح جانشین ہے۔ یہ ذات الحاج علامہ چلپی نافع مترجم و مفسور کی تھی۔ مریوم میر حیدر میدان سیاست ہی کے شہسوار تھے۔ بلکہ اسلامی علوم و دینیات میں ماہر تھے۔ کئی نوسلم حضرات جو مسلمان ہوئے۔ وہ آپ ہی تبلیغ و تعلیم کے اثر سے ہوئے۔ آپ نے اپنی زندگی کو ملت اسلامی کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ جماعت الاسلامیہ کی پذیری۔ کہ وہ اس شہیدت کی خدمات کا خیر عرصہ تک نہ حاصل کر سکی۔ اور سال گذشتہ کے آخر میں اس مجاہد اعظم نے وطن اصلی کی طرف کوچ کر دیا۔ آپ کے زمانہ زندگی میں جماعت الاسلامیہ نے کس قدر کامیابی حاصل کی۔ اس کی تفصیل کے لئے صفحے دفعہ در کارہیں۔ لیکن اس قدر دیکھنے والوں نے دیکھا۔ کہ کوئی جلسہ یا تصریح جو جماعت اسلامیہ کے نام سے جرمی میں ظہور پر آئی۔ وہ حافظین سے پوچھی تھی۔ اخباروں میں اس جماعت کے کاموں کو سراہا جاتا تھا۔ جلے کی تصویر نہیں طور پر شائع کرتے تھے۔ اور جلسہ میں مشمور پریس کے نمائندے موجود رہتے تھے۔

مسئلہ ناواصل اسلام۔ مریوم چلپی کے بعد آپ کے جانشین جناب واصل ارسلان صاحب کو صدارت کی کرسی پہنچایا۔

خلوص و محبت میں یہ بھی ہے پسیش رو دل ایک قدم پہنچئے ہے تھے۔ لیکن مرد اس قدر حادثے زاید بھی کہ اسی مرد کا نام جائز نہ تھا اٹھا کر اور پھر محترم کی لا علی سے فائدہ اٹھا کر کیا دستوںی سید برلن پادری عبد اللہ نے جب کران کی سیاہ کاریوں کا پرده "المجیتہ" دہلي اور زمیندار لاہور میں چاک کیا جا رہا تھا موصوف نے غلط اور غلط آمیز تر منحصر کئے تھے کیہ کفر کو سفید دکھلانے کا سرٹیکیٹ حاصل کر لیا تھا اور جس کو غالباً پادری موصوف نے اسے قبل و کبھی تھوڑے علی صاحب کے پاس بھی رو انہ کر دیا تھا ان داتا دیکھئے۔ خود جماعت اسلامیہ برلن کے مذہ کا سرٹیکیٹ ہے کہ میں عصمت و غفت اور خلوص و عمل کا پیگز ہوں۔ الحمد للہ۔ کہ جماعت اسلامیہ نے فوراً احمد ہلب کر کے معاملہ کو مسلمانان عالم کے روپ و رکھ راوی ہیں یہ لکھنے میں انسانی سرست ہوتی ہے۔ کہ جناب خداوند نے درست حالات سے واقع ہونے کے بعد اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔ اور جماعت اسلامیہ کو یہ بہایت کی گئی کہ وہ ہندوستان۔ مصر۔ عرب۔ فلسطین۔ مراکش۔ ترکستان میں جہاں کہیں ان احمدیوں کے بھی مرد ایوں کے ناپاک قدم پہنچے ہیں۔ اور وہ اپنی ناپاک تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے ہوں۔ وہاں ان کا پرده چاک کیا جائے۔ چنانچہ مخصوص تیار ہوا جس پر صدر موصوف نے خود سب سے پہلے منحصر کئے۔ اس کے بعد تمام اقصادے عالم کے مسلمانوں نے ہندوستان کا ذمہ بہر دستاں ہوں نے لیا۔ چنانچہ تقریباً یک سو ہزار ایس اخباروں اور اور رسالہ جات کو وہ مخصوص رو انہ کیا گیا۔ اگست سنہ روایا میں جناب فاطمۃ موصوف وطن والوف کو رواد ہو گئے جماعت احمدیہ کے نئے عہدہ داروں کا انتخاب رکنگشت ماہ میں جماعت اسلامیہ کے کارکن کا انتخاب تھا جو عقی رئی سب کو رواد کئے گئے۔ بارش کی وجہ سے کچھ تعطیل کی وجہ سے تمام اصحاب نہ آئے لیکن تقریباً تین جو تھائی سے اوپر مسلمان بھائی موجود تھے۔ صرف فرقہ ضال مہرزاں کی کوئی رکن نہیں آیا۔ خوب گرو گرم بیٹ و مباحثہ کے بعد جناب محمد زیاض مصری صاحب صدر مقرر ہوئے۔ جناب صبیب الرحمن صاحب تقریباً دوبارہ سیکرٹری مقرر ہوئے۔ جناب محمد کاظم کوف تاتاری خزان بخش مقرر ہوئے۔ اور دو کارکن مجلس عامل جناب الفضل مابیس اور مشنپور الدین احمد صاحب دہلوی مقرر ہوئے۔

مسلمانوں کی واحد نمائندہ مجلس رجاعت اسلامیہ برلن ہی مسلمانوں کی ایک واحد نمائندہ جماعت جسمی میں ہے۔ جس جمیٹ شوری سے کام پیو اسے۔ اور جس نے ہر وقت مذورت مند مسلمان بھائیوں کی مدد اپنی طاقت بھر کی ہے، ہم کو یہ فخر بھی کہے کہ باوجود اس قدر کام اور کامیابی کے ہم نے اچھے لکھ مالی مدد کے لئے دست سوال دراز نہیں کیا ہے۔ یہ کیوں! اخض اس لئے کہ اس کے کارکن اور ممبر میں صداقت و خلوص کا وہ جذبہ موجود ہے۔ جو ہمارے آڑ سے وقت کام آ جاتا ہے۔ ہم نے حض اسلام اور مسلمانوں کی خاطر دن بھر فاتح بھی کیا ہے۔ اور اس پیسے کو جمع کر کے اسلام کی تبلیغ کی ہے۔ اور نیز

مسلمانوں میں دوستی دیک جتنی پیدا کرنے کا سامان کیا ہے۔ اور ہم اللہ سے ہر وقت یہی دعا کرتے ہیں کہ یہیں وہ کسی کا دوست نگردنے بنائے ہم کو یہ خضرافاصل نہیں ہے کہ باوجود جواہر سیلوں۔ ترکستان، فلسطین و مصر سے اس قسم کے خطوط موصول ہونے کے۔ جن میں انہوں نے مالی امداد دینے کے لئے کہا ہے۔ ہم نے شکر کے ساتھ انکار کر دیا۔ اور ہم تمام سماں بھائیوں سے علی الاعلان کہتے ہیں۔ کہ ہماری خدمات شخص اللہ کی رضا جوئی کے لئے ہے۔ ہم اپنے آخری قطرہ خون سے بھی اسلام کی خدمت کو تیار ہیں۔ ہم غریب سماںوں کی جیب پر ڈالکہ نہیں ڈالنا چاہتے جبکہ ہمارا کام چل رہا ہے۔

مسلمانوں ان ہند سے استند عا۔ ہندوستانی بھائیوں کی خدمت میں صرف اسی قدر استدعا ہے۔ کہ وہ صاحب خیر جن کے دل میں اسلامی درد ہے۔ وہ ہم کو صرف مرزاںی لٹریچر مفت ہم پہنچا دیں۔ ہم ان کے انسانی شکر لگادہ ہو نگے۔ ہم جرمی کے اندر ایک ویسے پیاس پر اس فرقہ ضالہ کے خلاف حاذقانم کر دیوں ہیں۔ اور اگر تا پیدا یزدی شامل حال رہی۔ تو فتح و نصرت ہمارے ساتھ ہو گی۔ ابھی حال میں ایک مسلمان تاتاری جن کو ایک ماہ کی سزا ہو یوں ای حقی۔ جماعت اسلامیہ نے کو شش کر کے اس کو اس مصیبت سے نجات دلائی ہے۔ سیچارہ پا سپورٹ کی مصیبت میں یقین کیا تھا۔ شچھلے ہفت جماعت اسلامیہ نے فردوسی سا عرکی ہزار سال برسی منائی تھی۔ جلسہ امید سے زیادہ کامیاب رہا۔ پر ہمیں کے نایندے درجنوں موجود تھے۔ تقریباً ایک درجن اخباروں میں موٹی موٹی سرخی میں جماعت اسلامیہ کی تعریف کی گئی۔ بعضوں نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ جماعت اسلامیہ پر ہم یہی ایک جماعت ہے۔ جو مسلمانوں کی واحد نمائندہ انجمن ہے۔ اور جو روز بروز اپنے خلوص اور حسن عمل کی وجہ سے جرمی میں ترقی کر رہی ہے، فالمحمد للہ علی ذالک جماعت اسلامیہ نے ہمیشہ اسلامی مفاد کو یہیں نظر رکھا ہے۔ اور صرف صحیح اسلامی نہ نہ پیش کیا ہے۔ جس کا فخر جرمی پبلک پر بہت ہوا ہے۔ اور ہمارے دیہ ضرور ہے کہ ہمارے پاس ڈیڑھ ہزار ماہان کی تھیلی نہیں پختی۔ اور آٹھ کروں کا سچا سچا یا مفت مکان نہیں ہے۔ جو پادری عبداللہ کے پاس ہے۔ لیکن ہمارے پاس نقاہ ہو یوں والا خلوص ہے۔ اور سچا خذہ بہ موجود ہے۔ اور وہ دن اب درمیں ہے۔ جب کہ اس فرقہ ضالہ کو یہاں سے خائب و خاسر ہو کر ایک بینی دلگوش نکلا پڑے مسلمانوں کی حیثیت دینی سے پھر ہی سوال ہے کہ ہماری مادہ صرف یہی ہے۔ کہ مرزاںی جماعت کو ایک پانی کوئی مسلمان نہ دے۔ کیوں کہ وہ غیر اسلامی کاموں میں ضائقہ ہوتا ہے۔

وَآخِرُ دُعْوَا يَأْتِي أَنَّ الْمَحْمُدَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

حرمنی میں تبلیغ اسلام

حرمنی میں تبلیغ اسلام کا فخر جماعت اسلامیہ برلن کو حاصل ہے۔ اس کی محضر کارگزاری بزرگ طبع درخ کی جاتی ہے۔ تاکہ غیر ملکیں خالص اسلامی تبلیغ کی رفتار کا علم ہو سکے۔ اور میزائیں کے باطن دعاوی کا راز آشکارا ہو سکے۔ (دیر مادرن)

جماعت اسلامیہ و اسلامیک ایسوسی ایشن برلن سے رمضان المبارک کا انتتاح نہایت شان و شرکت سے ہوا۔ تمام مسلمانوں کو افطاری کا فرشتہ بزم ان عربی اور انگریزی روایت کیا۔ اور حرمن اخبارات میں رمضان زمانے کے۔ اور اخبارات کے ذریعہ تمام مسلمانوں کو عام سائل سے مطلع کیا گیا۔ حرمنی کو مذہب اسلام سے بست تجھیپی ہے۔ اکثر حرمن اصحاب نے خود رمضان المبارک کے بارے میں صاف مین تحریر کئے۔ برلن کیستوک اک مشہور اخبار *Zeitung der Moschee* میں مذہبی لکھتا ہے۔ کہ کسی زمانہ میں جماعت اسلامیہ نے غاذہ ترددیع کا انتظام کیا تھا۔ مگر اب چونکہ کوئی مستقبل بچنے نہیں ہے۔ مسجد پر قادیانی قابض ہیں۔ اور اس کو اپنی تکیت بنار کھا ہے۔ اس وجہ سے وہاں ملکن نہیں۔ برلن کی مسجد کے میساں کے بارے میں لکھتا ہے۔ کہ مشرق میں میساں پر چڑھ کر چاند دیکھا جاتا ہے۔ لیکن برلن کی مسجد کے میساں سے یہ بھی کام نہیں لیا جا سکتا۔ کیونکہ اس پر چڑھتے کی سیر ڈھیانی نہیں۔ لیکن خیال کیجئے۔ انہی میساں پر کے بارے میں احمدی قادیانی مشن نے ہندوستان میں جھوٹ پر و پیشہ کے ذریعہ مشہور کر رکھا ہے۔ کہ پانچ وقت موزون میساں پر چڑھ کر ادا ان ارتیا ہے۔ یہ قادیانی اسلام۔ مسلمانوں کو چاہئے۔ کہ وہ ہوشیار ہو جائیں۔ اور قادیانی احمدی مشن برلن کی قطبی مالی امداد نہ کریں۔ سو اس کے اور کچھ نہیں۔ کہ وہ گناہ عظیم کے ترکیب ہوں۔

بہر حال جماعت اسلامیہ نہایت شان و شرکت سے خاموشی کے ساتھ خدمتِ اسلام کر رہی ہے۔ اور اس وقت عبید العظر کی زبردست تیاریاں ہو رہی ہیں۔ عبید العظر کے دعوت نکتے جماعت اسلامیہ کی طرف سے شائع ہو گئے ہیں۔ قراچا یا ہے۔ کہ عبید، ہر دسمبر کو کی جائے۔ کیونکہ مصری اور ایرانی کیلینڈر کے ذریعہ اور بوجبہ حرمن ستارہ ملک کے نیا چاند، ہر دسمبر کو ہوگا۔ بہر حال یہ ضروری ہے۔ کہ ایک تائیج نصر کر لی جائے۔ کیونکہ کم از کم ایک بہت پیسے دعوت نامے روانہ کرنے ہوتے ہیں۔ چنانچہ دعوت نامے بہترین کاغذ پر چھپوائے گئے ہیں۔ عبید العظر کی غاذہ، ہر دسمبر کو پوت گیا رہ بچے سصری خسر ادافت کر دیں ہوں گی۔ اور غاذہ علامہ عبید العلیم علی محمد رکنکار عاصم جاسع انہر پڑھائیں گے۔ اور خطبہ علامہ شیخ محمد سیمان السید عاطفی عاصم جاسع انہر

بیان عربی ارشاد فرمائیں گے۔ تمام سفرانے وعدہ کریا ہے۔ کوہ نماز میں پتھر پک ہوں گے۔ مسلمانان مہنگوں کر تجہب ہو گا۔ کہ جماعت اسلامیہ مساجد میں کیوں نماز نہیں ادا کرتی۔ جواب میں عرض ہے۔ کہ قادیانی احمدی حضرت وارثہ اسلام سے فارج کئے جا چکے ہیں۔ دوسرے قادیانی امام عبد اللہ جو کہ برلن میں امامت کا خلیفہ چکے ہیں۔ وہ قرآن پاک کی تقدیت بھی نہیں کر سکتے ہیں۔ اور ان غریب کو آئے بھی تو کہاں سے مکثری تسلیم حاصل کی ہے۔ مکثری اور اسلام میں زمین دامان کافر قہقہے۔ الفرض شب کو جماعت اسلامیہ نے انتظام کیا کہ پروفسورڈاکٹر گوئل *Malik Ghousia* / صاحب مسجد پر تقریر کریں۔ ایک یونیورسٹی کا حصہ میں تمام اسلامی دنیا کی مساجد و مدن کی تصویریں پڑ رہیں ہیں پر دکھائی جائیں گی۔ یہ جلسہ جماعت اسلامیہ کا ہوئی قیصر ہوتا ہے *Rasheedat ul Hukm* جو کہ جرمنی کے بہترین ہوٹل کوئی میں سے ہے ہو گا۔ یہی وہ ہوئی ہے جہاں ہرگز سہیتی قیام کیا کرتے تھے جبکہ وہ برسر حکومت نہیں آئے تھے۔ شام کو شریجن مسلمانوں اور جمن مہمازوں کو تعیش کی جلکے گی۔ بلکہ جرمنی ایک مشہور عالم نیکری *Ream toma Bah complex* *Attana* میں نے دہنراں میں

وئے ہیں۔ تاکہ ان کو شام کے وقت تعمیر کیا جائے۔ ان سگر ٹول کا نام سخنی *Senasi* ان تمام باتوں سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کہ تھی دھوم دھام سے اسلامی تقریب منائی جائے گی۔ ہم اسلامی پیکے سے امداد نہیں لیتے۔ لیکن ہر ایک مسلمان اور ہر ایک سینیٹر امداد کرنے کو تیار ہے۔ اس اسلام کہتے ہیں۔

(کوہا جاپان کی پہلی مسجد میں پہلا خطبہ

اللہ کے فضل سے کوہا (جاپان) میں مسلمانوں کی تعداد بڑی بڑی ہو ہے۔ اس لئے ان کے لئے ایک عظیم الشان مسجد کی ضرورت تھی۔ جو کہ حکمت کے مشریعہ دین صاحب کی نیاضی سے مکمل ہو گئی ہے اپنے نے محل مصادر کا نصف حصہ اپنی حبیب سے ادا کیا ہے۔ اور باقی رقم چند سے سچ کردی گئی پہنچا کی اسی مسجد میں پہلا خطبہ جو پڑھا گیا وہ درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحيم

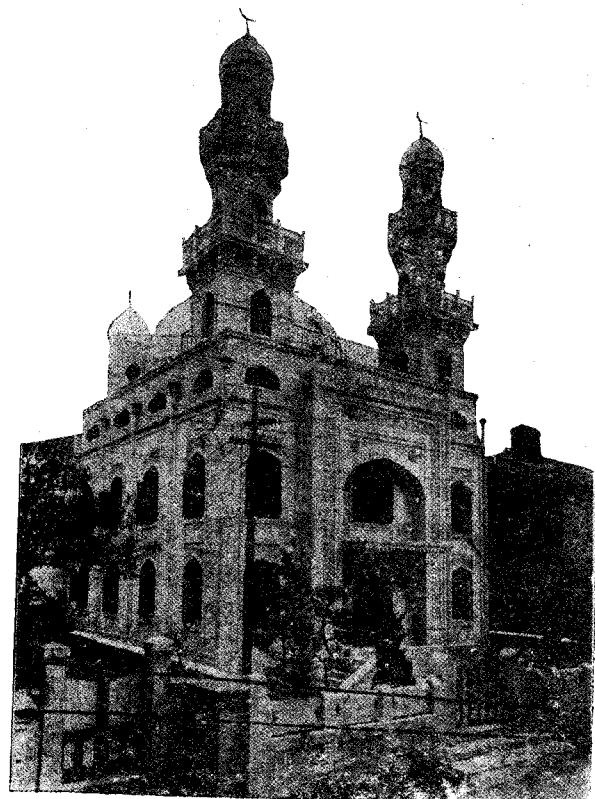
اللہ کے نام سے شروع کرنا ہر جو بست رحم کھانے والا اور بے حد ہر بان ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و شکر پیدا کرنے والا اور قائم رکھنے والا۔ تمام کائنات کو قانون پر چلا نے والا ہے۔ وہ پاک ذات جو نہ کبھی سوتی نہ اونگھتتی ہے۔ نہ اسے تکان ہوتی ہے۔ اور نہ کمزوری۔ جو جو انسان اور زمین کا نور ہے۔ جو اول بھی ہے اور آخر بھی۔ ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔ جس کی نیاضی سب پر عیطہ ہے۔ اور جس نے اپنی



MASJID built by German Muslims,
Schwebzingen (*Germany*).

Shams-ul-Islam, Bhera.

February, 1936.



MASJID OF KOBE, JAPAN.

رحمت کے دروازے رب پر بخوبی رکھ کئے ہیں۔ وہ جس نے اپنے پاک بنیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ تاکہ ہمیں کتاب حکمت کی تعلیم دیں۔ اور ہمارا قرآن کریم۔ اور اللہ تعالیٰ کی راہ کی طرف ہمیں ہدایت دیں جو ہمیں دلکش کاملاک ہے۔

بہت عرصہ نہیں گذرا کہ اس سرزین میں جہاں سے آفتاب طلوع ہوتا ہے۔ کسی نے اسلام کا نام لکھنے نہیں سننا تھا۔ یا اگر کسی نے سننا تھا۔ تو وہ یہی سمجھتا تھا۔ کہ اسلام عرب کے بڑوؤں کا مذہب ہے۔ جس کو نہ اہل علم میں کوئی اہمیت حاصل نہیں ہے۔ تکریب ہے۔ کہ آج اس سرزین کے تمام روشن خیال لوگ نہ صرف اسلام پاک کے نام پاک سے واقع نہیں۔ بلکہ اس کے خاندار ماضی اور اس سے بھی زیادہ شاندار مستقبل کو بھی خوب جانتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دست بدھا ہیں۔ کہ وہ اس ناک میں اپنے دین کی اشاعت میں ہماری مدد کرے۔ حال میں ایک عظیم انسان سمجھ کا افتتاح ہیرس میں اور ایک شاندار سمجھ کا افتتاح برلن میں ہوا۔ ایک ان سے بھی زیادہ بڑی اور عظیم انسان سجدہ ندان میں تحریر ہونے والی ہے۔ اور یہ ایک خاتم خدا ہے۔ جس کا افتتاح جاپان کے شہر کو باس ہوتا ہے۔

اسلام کی تعریف کیا اسلام کوئی افسانہ ہے۔ یا انسانی دنیع کا کوئی تخلی ہے۔ کیا وہ بے معنی رسماً دروازہ کا مجموعہ ہے۔ یا کیا اسلام کسی ابیر اور طاقتوار انسان کی خواہش پر کسی غریب اور گرد کو دبانے کی اجازت دیتا ہے۔ کیا کوئی اور ایسا ذریب ہے۔ جس سے خود غرضی اور حوصلہ دانی کی آگ کو شستن کر کے عالمگیر نیازافت پیدا کی جائے نہیں۔ اسلام ان میں سے ایک چیز بھی نہیں۔ اسلام خود میں واسان کے قرائیں ہی کا نام ہے۔ یہ وہ قانون اور نظام ہے جو تمام کائنات پر بالحروف اور ہمارے اس کرۂ ارض پر سلطنت ہے۔ یعنی زمین اور اہل زمین کی زندگی کے آغاز۔ قیام اور اختتام سے تعلق رکھتا ہے۔ مذہب اسلام کے سنتے قوانین فطرت کو بخشنے اور ان قوانین کے سطابق کام کرنے کے ہیں۔ تاکہ ان اس خدای کی طرف ترقی کرے جو اس کا مثلا اور مثنا کے مقصود ہے۔ جو شخص اسلام پرول کرتا ہے۔ وہ اس نور سواری کو ترقی دیتا ہے۔ جو اس کے اندر دوستی کیا یا ہے۔ اور جو سہیشہ پڑھتا ہے لیکن جو شخص اسے درکرتا ہے۔ وہ اس ربانی روشنی کو کھو دیتا ہے۔ اور ایسی ہکتوں اور تاریکیوں کے اندر ھاڈہ ہے۔ جہاں سے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی بخات دینے والا نہیں۔

اعتقادات کی بھی زیادہ تماستے تیب ہے۔ کہ ایک خدا کے۔۔۔ مددوی مسودہ نہیں۔ جو تمدی شاہرگی بھی زندگی سے اور جواب دیتا ہے۔ قرآن حکیم ہیں بتاتا ہے۔ کہ خدا ایک ہے۔ نیز جب کبھی اور جہاں کہیں تم سے پکا ہو وہ تمہاری آواز نہ است

وصلی اللہ علیہ وسلم، آخری نبی ہیں۔ اور قرآن جو اسلام کی مقدس کتاب ہے۔ سابقہ کتب ساری کا عاونظ ہے۔ اس آخری کتاب میں قانون الہی یا شریعت کو سکھ کر دیا گیا ہے۔ اور خود اللہ تعالیٰ اس کتاب کا حافظ ہے مفرّق کریم میں آج تک کوئی رد و بدل یا تحریف نہیں ہوئی۔ نہ آئندہ ہو سکے۔ خاندانہ تہبیریں کرنے والوں کی تابعیت عوام کی تابعیت ہے۔ ہی بڑی یکروں نہ ہوں اللہ تعالیٰ اس کو درہم برہم کر دے گا۔ مسلمان جب مذہبیاً گزرد اور علا پر واد ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اور قوم کو ان کی جگہ کھڑکر دے گا جو بہتر کام کریں گے۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایک روح عطا کی ہے جو اس کا خاص عطیہ اور اعمال اور اسلامی مساوات کی امانت ہے۔ جو شخص اپنی روح کو پاک کرے گا۔ منع جائے گا۔ اور جو اسے اپنے درجہ سے نیچے گرا دے گا بزرگا د ہو جائے گا۔ روح انسانی اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت ہے۔ جو نہ قبیلہ کوئی ہے۔ اور نہ ارضی حیوانات کو جسم اور روح کو پاک کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے۔ اینی تمام بدعاوں سے خواہ وہ جسمانی ہوں یا قلبی ہمیشہ جسم روح پاک صاف رکھا جائے۔ اسلام میں پاکیزگی خدار کی سترادت ہے۔ کیونکہ اس کا مطلب ظاہری صفاتی نہیں بلکہ تمام اعمال۔ اعمال اور الفاظ کی پاکیزگی مراد ہے۔ قرآن کریم کا فرمان ہے۔ کہ جو شخص کسی انسان کو قتل کرتا ہے۔ وہ تمام نسل انسانی کو قتل کرنے کا مجرم ہے۔ کیونکہ نسل انسانی ایک ہی جسم کے مختلف اجزاء پر مشتمل ہے۔

تام ساجد کے اندر عالمگیر اخوت ایک کھلی ہوئی حقیقت نظر آتی ہے جہاں شاہ وگدا۔ امیر غریب اور نواب و نادار و دو شہزادی ایک ہی سطح پر اپنے اللہ کے دربار میں ایسا وہ ہوتے ہیں منع میں شاہ وگدا اسکے ملاس میں ملبوس ہوتے ہیں۔ اسلام کی عملی مساوات عالمگیر اخوت اور آزادی کا اعتزاز اس کے بڑتین فرشتوں نے بھی کیا ہے۔

” اسلام ایک روحانی حاکت ہے۔ جو دن کے اتحاد پر مبنی ہے۔ یا دن اذ غاذ دن کے ذریعے سے جن میں سب دحدت و احکام کے سب اپنی روحانی پیدائش کے ایک ہی مرکز کی طرف متکر رتے ہیں۔ امر کی خاص امنی ہیں ہے تاں پڑھیسی سے کرم سے خوبی کے اندیشیم کرنے سے سالانہ منع کے ذریعے سے جہاں تمام مسلمان ایک ہی مشترک پیٹ فارم پر یا ایک ہی میدان میں بھی ہوتے ہیں۔ تاکہ اپنی روحانی کو ان کے خلق کے آگے پیش کریں۔ وہ زندہ کے ذریعے سے اور ایک عملی دبر ترستی کو تمام انسانوں کی واحد نجیبان سمجھ کر اور تمام کائنات کے اس مرکز پر جو ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والا ہی ایمان پیدا کر کے اعلام نے اپنے پریزوں میں ایک ایسا اتحاد اور دحدت پیدا کر دی ہے۔ جو دوسری طرح پیدا ہوئی غیر ممکن ہے۔

” اموی نقطہ نگاہ سے جاپان مشرق کے اندر بکھرے غالبہ تمام دنیا میں سب سے پہلی ترقی کرنے والی قوم ہے جاپان اور اسلام کے جس چیز کی اسے صورت ہے۔ وہ اخلاقی بھلی کی ایک رہبے۔ جو صرف اسلام ہی سمجھ دیتا ہے۔

سالانہ تبلیغی دورہ کا انوار

اسی رسالہ میں حضرت مولانا جہور احمد صاحب بگوئی مذکور امیر حزب الانصار بھیرہ کی روائی حج
مابارک کی طلاقع درج ہے۔ نبایریں اس سال تبلیغی دورہ ۲۰ احرام ۱۴۳۵ھ سے قبل نہیں ہو سکتا
تمام حضرات مطلع رہیں۔

اور حافظ فرمائیں کہ صاحب ن مدح مقامات تقدسہ کی زیارت سے مشرف ہو کر بخیرت کر
پڑشیف فرمائو۔ خدا کی حمایت و نصرت آپ کے ہمراہ ہو۔ (راشد)

حضرت امیر حزب الانصار کی روائی حج مسیک

ہم ہنایت ہی سرت و انباط کے ساتھ ناظرین کو الطلاقع دیتے ہیں۔ کہ حضرت مولانا جہور احمد صاحب
بگوئی مذکورہ بیان ۱۹ ارفروری ۱۹۷۴ء کو تدریجیاً سلامی جہاز عازم حج و بخرون زیارت ارض مقدس
روضتہ الرسل اشیاعیہ ستم تشریفیے جائیں گے۔ بہت سے اہلیان بھیرہ نے مخفی آپ کی رفاقت کو تپڑ
رکھتے ہر نے حج مابارک کا غرم بالجزم کر لیا ہے۔ حضرت مددوح کی مسلم تین پارواہ مرکز میں عدم موجودگی
تام عملہ و کارکنان کے لیے یقیناً پریثان کن ہے۔ بہر حال ہم آپ کی خدمت میں ہنایت ہی ملخصانہ بہر یہ
تبریک پیش کرتے ہیں۔ اس عرصہ سفریں آپ کے ساتھ چاری بہترین دلی دعا یں آپ کے ہمراہ ہوں
گی۔ آپ کی ذات ستد وہ صفات سے ہمیں کامل توقع ہے کہ وہ سرزین جہاز جس کا ہر ایک ذرہ طور پر سینا
سے زیادہ وقت رکھتا ہے خصوصاً بیت اللہ دروضتہ الرسول پر ہمیں دعا تے خیر سے قطعاً ہمیں جلاں ہیں۔
ہماری استدعا ہے کہ آپ مدینی آفیڈا ابا ابی وامی کے درباریں ہماری حاضری کے لیے ضرور
ہاتھ اٹھائے جائیں کہ میدا العرب والجمیع ہمیں بھی حاضری کا موقعہ بخشیں۔ ہمیں یقین ہے کہ مگر آپ نے وہ مانع
اٹھائے تو وہ باگ کاہیں یہاں پر سے خدا نے قدوں خالی داپس فرمائے ہے۔

سفر قتنت مبارک باد

سلامت روی و بازاں ہی
راشد و معاون امیر

حزب الانصار کا چھٹا سالانہ جلسہ

"ام قوار و اول کی منظوری"

حرب دستور اسلام بھی نہایت ترک و اقتضام کے ساتھ حزب الانصار کا سالانہ جلسہ، ۱-۱۸-۱۹ جنوری ۳۶ء کو اسقاڈ پریزیر ہے۔ اور انہی شاندار روایات کو تمازہ کر گیا۔ لفظیں ایزدی جلسہ ہر سلو سے کامیاب اور نتیجہ خیر ثابت ہووار

ایسی سخت سردی کی موسم میں ہزاروں مسلمانوں کا جوق درجوف شامل اجلاس ہو کر علماء کرام و صوفیاء عظام کے سارے غلط حصہ اور حیات پر ورثت اپنے سے مستفید ہونا۔ ان کی پیدائشی۔ مذہبی شیعیتگی اور اسلام دوستی کا ایک بین شہرت تھا۔ جس میں قرون لاوے کے مسلمانوں کی ہدایتی شان کی ایک اونٹے اسی عجلک جلوہ گر نظر آتی تھی۔ حصول مولحت و حکمت کے لیے مسلمانوں کا وہ اضطراب اور آفاتے چیختی کی بندہ فرازیوں کے روح پر ورنظار سے جو حزب الانصار کے اس جلسہ نے دکھاتے ان سے ثابت ہوتا ہے کہ عزیز اللہ تعالیٰ کے وقوع و باعظمت حیثیت اپنے اندر ایک پے پناہ جذبات و تاثیر رکھتی ہے۔ اور یہ سب کچھ حضرت مولانا نہسو راجح صاحب بگوی امیر حزب الانصار کی ان تھک پر انخلاص و اثیار و شبائی روز مسامی جمیلہ و جدو چد کا نتیجہ ہے۔

یوں توہین دوستان میں ہمیشہ جلسے اور کانفرنسیں ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن حزب الانصار کے جلسوں کی عدیم الشان توجیت سب سے جدا گانہ ہوتی ہے۔ ان کی ہر چیزیں اسلامی سادگی، نظم و انضباط قدوسی شان اور نتیجہ خیری پائی جاتی ہے جسی تو سرزین بھیرہ ہر سال میلاد و فلمت کے روح پر ورنظار سے دیکھتی اور اپنی قسمت پر نازکرتی ہے۔

اس جلسے کی نمایاں خصوصیت

خبراءوں اخنوں اور جلسوں کی آخری غایت چند ہ طبی اور ہنگامہ رائی نہیں بلکہ یہی ہوتی چاہیئے کہ جس عنوان سے ملکن ہو مسلمانوں کو پیدا کیا جائے۔ مہذا اس مرتبہ اس جلسہ کی نمایاں خصوصیت یہی تھی کہ اسلامی رسائے عامہ میں صحیح پیدائشی جائے تاکہ جہوں سلام اس دو انتقالوں میں اپنے فرائض کو محسوس کر سکیں اس مرتبہ ہر اجلاس میں جلسہ کے پروگرام کے مطابق پرخوش بیان مقرر نے مسلمانوں میں خالص اور صحیحہ اسلامی تہذیب زندہ کرنے کی جدوجہد کی۔

علاوه اور زنا و قہ نے ہندیب عصری کا جو ہنک اور تباہ کن زنگ مسلمانوں پر چڑھا دیا ہے اسے دھو ڈالنے کی عالمانہ و سبیرانہ کوشش کی۔ تاکہ مسلمان صحیح طریق پر میدان محل میں گامزن ہو سکیں۔

مزایوں اور شیعوں کے تمام پائلن توصیات کی تعلیمی کھوی گئی۔ ان کے ملحق سازیوں کے علمکم کو توڑا گیا۔ ان کے ڈبل و فریپ کا پردہ فاش کیا گیا۔ اور ان کے غلط نکتہ چینیوں اور یجا اختراءات کا سنبھاپ کیا گیا۔ پھر

قرارداد وں کے ظاہری حسن و جامیت اور بادب توجہ و نظر ہنؤں سے مسلمانوں کی رسمی نمائندگی کا حق نہیں ادا کیا گیا۔ بلکہ ان پر یو شرک نہیں کیا اور مخدود کی صالح قوت موجود تھی۔ الغرض ہر یہاں اور ہر اعتبار سے حسن خوبی اور کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ اور اپنی بصیرت نوازی و تقدیسی تباہ کا اثر فرزد ان توحید کے دل و دماغ پر شبست کر گیا۔ ذلک فعل اللہ علیٰ یو تیہ ہمیشہ پیش آئے۔

ہزارہ مہماں کے طعام و قیام کا بلا معاف و صاف انتظام اس طبیعت کی نیایاں خصوصیت تھی۔ صوفیائے عظام و علماء گرم میں حسب ذیل حضرات تشریف فرمائے ہوئے۔

حضرت صاحبزادہ محمد محبوب رسول صاحب نقشبندی سجادہ نشین اللہ شریف ضلع جمل

حضرت صاحبزادہ سلطان محمد حسین صاحب سجادہ نشین مروہ شریف۔

صاحبزادہ مولانا محمد علیف صاحب سجادہ نشین کوٹ ہونم۔

حضرت پیر محمد شاہ صاحب سجادہ نشین و امیر حسنه اللہ۔

باب پیر اوز امیر شاہ صاحب سجادہ نشین درگاہ بھانیہ۔

پیرزادہ مولانا محمد بجا والحقی صاحب فاسی۔ مولانا سید عفیث الدین حسن شاہ بخاری چاند پوری

مولانا سید حکیم تطب الدین صاحب جہنگیری۔ مولانا ابو القضل محمد کرم الدین ممتاز دہیری ہیں جیسیں۔

مولانا پیر قطبی شاہ صاحب قریشی سہروردی مدنی۔ مولانا میرزا شرف منا حظیب محلوال

مولانا محمد مقصود شاہ صاحب خلیفہ بیکھوڑہ۔ مولانا محمد عبد اللہ صاحب لدھیانی

لکابرہ معززین شہر میں سے غان بہار شیخ فتحیہ جہیں صاحب پیشتر غان بہار شیخ ضلیل حق صاحب ایم

ایم۔ اے بنا ب میان فضل الہی صاحب ہتھر میں بھیرہ۔ علیم شاہ محمد صاحب ریس و میرپول کمشتر خاہ عبد الجید ممتاز پیغمب

نائب صدر بلدیہ۔ میاں محمد عبد اللہ صاحب پراچ نہیردار و ریس۔ جناب پیر بادشاہ صاحب آزری پیری پیری۔ و دیگر

سربرا آورده حضرات ہر اجلاس میں شامل ہوتے رہے۔ کارکنان میں سے مولوی رشیدا حمد بکبری۔ مولوی عبد العقول

صاحب گوئی۔ مولوی حاجی افتخار احمد صاحب گوئی۔ علیم عباد الحسینی صاحب۔ مولانا فتح محمد صاحب۔ محرب الہی صاحب

و اکرم محمد شریف صاحب۔ مولوی یوسف عبد اللہ صاحب۔ مشی غلام حسین صاحب۔ حافظ غلام سینی صاحب۔ و دیگر

رضا کاران خصوصاً محلہ دروازہ چک والیہ کہاروں نے نیاتت محنت و سرگزی سے انتظامات جلسہ میں حصہ لیا۔ اللہ

کریم کا ہزارہ ہزارہ شکر ہے۔ کراس نے اپنے ماجنوں تو ان یندوں کو قوت و توانائی عطا فرمائی اور اپنے دین کی

خدمت کے لیے ان کو منتخب فرمایا۔ وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وعلیٰ آله واصحابہ الرحمیں۔

حسب ذیل قراردادوں اتفاق رائے سے پاس ہوئیں۔

(۱) حزب الاصدار بھیرہ کا یغیظم اشان نما بندہ اجتماع حکومت سعودیہ اور انگریزی پکنی کے معاہدہ کا ان کی کو سیاسی اور مذہبی لحاظ سے خطرناک بھتنا ہوا۔ اس کو جزیرہ العرب پر برطانوی تصرف کا پیش خیمہ بھتا ہے اور حکومت سعودیہ سے اسلام اور جزیرہ العرب کی خدمت و تقدیس کے نام پر اپیل کرتا ہے کہ وہ اس معاملے کو منسوخ کرنے کی جدوجہد کرے۔ نیز یہ نمائندہ اجتماع حکومت برطانیہ سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مسلمانوں کے جذبات اور اضطراب کے پیش نظر اس معاہدہ کو منسوخ کرانے میں حکومت سعودیہ کے لیے سولت ہم پنجاہ کا اس بات کا علی ثبوت پیش کرے کہ حکومت برطانیہ جزیرہ العرب پر قابل پیش نہیں ہونا چاہتی۔

(۲) حزب الاصدار بھیرہ کا انفرنس کا یغیظم اشان جلسہ والٹرسرٹھ اقبال کی ان سماجی چیلڈ کو جو وہ انہم حمایت ہے وہ لاہور کو مرزاں ای خضرے پاک کرنے کی خاطر فرمائے ہیں۔ بنظر احسان دیکھتا ہے، اور آپ کی خدمت میں اس مقدم اقدام پر ہمیہ ترکیب پیش کرتا ہوا، انہم حمایت اسلام کے ارباب بست و کشا و سے درخواست کرتا ہے کہ وہ محترم و اکثر صاحب کے مطالبات کو منظور کر کے مسلمانان پنجاب کو ملکمن کریں اور انہم کے وقار کو قائم کرنے کی خاطر انہم کو مرزاں جیاشم سے پاک کرنے کا فوری اعلان کریں۔

(۳) حزب الاصدار کا انفرنس کا یغیظم اشان اجتماع حکومت پنجاب کی محلی ہمیزیت نواز پا یسی کو سخت اشیویش کی لگاہ سے دیکھا ہوا اس کی شدید مذمت کرتا ہے جس کی رو سے اس نے احراز تبلیغ کا انفرنس پر پابندیاں مانگ دکھی ہیں۔ اور باوجود فتح مہ اٹھائیں کے اب تک مولانا سید عطا رائے شاہ صاحب بخاری و مولانا ہمدر قاسم صاحب ہبھائیں پوری۔ اور ان کے دیگر زفہا، کارکو جبوس کر رکھا ہے۔ یہ جدی یغیظم حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ تبلیغ کا انفرنس قاویاں سے پاندی ہماز مسلمانان نہیں کے ضطراب کو دور کرے اور ایسا ان احوار کو فرار نہ کر کے مسلمانوں کو ملکمن کرے۔

(۴) حزب انصار کا انفرنس کا یغیظم اشان اجتماع حسن تقاضی و ہلوی کی قفس پر سرگردیوں اور اس کی سُنی تماشیت کے مخالفت و تھارت کا اٹھا کرتے ہوئے اعلان کرتا ہے کہ حسن بذرکر کی تصانیف لذب و افتراض عجائبِ کرام و سلفِ حسن کے خلاف ہی نبی والزمات سے ملے ہیں کسی فیر مسلم کا حق نہیں کہ اس کی کتابوں کو بقدر ازام مسلمانوں کے سامنے پیش کرے

(۵) حزب الاصدار کا یغیظم اشان جلسہ آنپل راجہ عضنفر علی خان کے پیش کردہ متعلقہ درگاہ حضرت خواجہ مسیروی رحمۃ اللہ علیہ کی بیکوں آٹھیٹ میں پیش کیا گیا ہے پوری پوری تائید کرتا ہے اور اسے شریعت اسلام کے موافق دور کا سلطے کے مقام کے موافق قرار دیتا ہے۔

(۶) حزب الاصدار کا یغیظم اشان جلسہ حافظہ مجتبی شہید ائمہ صاحب ایم ای سے کے ابھی میں پیش کردہ شرعاً عیت بال کی کامل تائید کرتا ہے اور اکنہ ان سبکی سے تھی ہے کہ وہ اس بال کو پاس کرنے میں پوری پوری سمجھ دی جو فرمائیں۔

محترمہ حضرت ائمہ ارشاد مدیر محاوون جریدہ شمسِ اسلام بھیرہ

لطفت شہ مرمد شماری صوبہ پنجاب

تناسب اوقام در ۱۹۳۶ء

ہندو۔ ستا سی لاکھ نادے ہزار پچھ سو لاکھ

بیکھر۔ اکیس لاکھ سات ہزار دو سو چھیانوے۔

مسلم۔ ایک کروڑ اپنچاس لاکھ انتیں ہزار آٹھ سو چھیانوے۔

عیسائی۔ تین لاکھ تیس ہزار نو سو اکتا لیس۔

مسلمانوں میں سے مرزاں تیچپن ہزار نو سو آٹھ۔ شیعہ تین لاکھ اڑتیس ہزار سات سو ان سی چکڑ الہی۔ چار سو پیس
غیر مقلدین۔ ایک لاکھ بیاسی ہزار پانچ سو چوالیں۔ اہل سنت و اجتہاد۔ ایک کروڑ تیا لیس لاکھ بارہ
ہزار دو سو چھیز۔

پنجاب کے بعض اضلاع میں تناسب اوقام مندرجہ ذیل ہیں۔

صلح شاہ پور۔ اہل سنت ۲۰۰۴۴ مرزاں ۲۰۰۳۳ غیر مقلدین ۲۰۰۳۶ چکڑ الہی ۲۰۰۴۰

شیعہ ۲۰۰۲۰ میزان کل مسلم کہلانے والوں کی تعداد ۲۰۰۴۵۳۶ ۲۰۰۸۸۹۷۰ سکھ ۲۰۰۰۰

عیسائی ۲۰۰۱۱

صلح جھنگ۔ اہل سنت ۰۳۵۱۰ مرزاں ۰۵۵۵۰ غیر مقلدین ۰۵۰۲۰ چکڑ الہی ۰۲۰

شیعہ ۰۵۰۷۰ میزان کل مسلم کہلانے والوں کی تعداد ۰۵۰۲۸۵۳ ۰۵۰۵۵ ۰۵۰۲۹۲۲ ۰۵۰۱۰

سکھ ۰۳۶۷۰ عیسائی ۰۲۹۲۰

صلح میانوالی۔ اہل سنت ۰۵۰۲۳۰ مرزاں ۰۲۰۳۲ غیر مقلدین ۰۵۰۴۰ چکڑ الہی ۰۱۰۸۰

شیعہ ۰۳۰۳۰ میزان کل مسلم کہلانے والوں کی تعداد ۰۳۰۴۱۰۰ ۰۳۰۴۹۲۰ ۰۳۰۲۵۰۰ ۰۳۰۱۰ ۰۳۰۰۰

سکھ ۰۳۰۳۱ میزانی ۰۳۰۰۰

صلح جہلم۔ اہل سنت ۰۲۰۲۱۰۰۰ مرزاں ۰۱۰۱۰ غیر مقلدین ۰۱۰۵۰ چکڑ الہی ۰۱۰۰۰

شیعہ ۰۱۰۰۵ میزان کل مسلم کہلانے والوں کی تعداد ۰۱۰۰۹ ۰۱۰۰۷ ۰۱۰۰۶ ۰۱۰۰۴ ۰۱۰۰۳ ۰۱۰۰۲ ۰۱۰۰۱

سکھ ۰۲۰۳۰ میزانی ۰۱۰۶۰

صلح راولپنڈی۔ اہل سنت = ۳۸۷۰ محرم - مرزا فیضی = ۳۲۲۰ غیر مقلدین = ۱۹۱۰ چکڑالوی ×

شیعہ = ۹۵۸۳ - میزان کل مسلم کہلانے والوں کی تعداد = ۵۷۹۴۵ ہندو = ۵۹۳۸۵

صلح کمیل پور۔ اہل سنت = ۴۱۹۳۰ محرم - مرزا فیضی = ۲۲۱۹ غیر مقلدین = ۱۹۴۵ عیسائی = ۳۸۶

شیعہ = ۹۵۸۳ - میزان کل مسلم کہلانے والوں کی تعداد = ۱۶۹۳۷ ہندو = ۵۳۱۹۳۷

صلح گجرات۔ اہل سنت = ۴۰۰۴۸ مرمذی = ۲۰۰۴۸ غیر مقلدین = ۱۹۵۲۲ عیسائی = ۳۰۹

شیعہ = ۸۰۵۱ میزان کل مسلم کہلانے والوں کی تعداد = ۸۴۶۵ ہندو = ۲۳۳۴

صلح گوجرانوالہ۔ اہل سنت = ۳۹۱۸۸ مرمذی = ۲۱۵۲ غیر مقلدین = ۳۰۹ چکڑالوی ×

شیعہ = ۱۱۵۸۵ میزان کل مسلم کہلانے والوں کی تعداد = ۲۱۳۳۵ ہندو = ۹۲۶۴۲

صلح گوجرانوالہ۔ اہل سنت = ۱۵۹۵ مرمذی = ۴۲۹۳۶ عیسائی = ۳۰۹

مازیاہت عہد

روئاد مقدیرات قادیانی

اس کتب میں اُن فوجداری مقدیرات گورداپور کی صحیح روئاد درج ہے۔ جن پر مرزا نے قادیان دو سال تک سرگردان رہ کر رات سور و پیہ بھرا نیا چھ ماہ قید کے سزا یاب ہوئے تھے۔ اُن واقعات کی تفصیل درج کتاب ہے جو دوران مقدم کے موقع میں آتے رہے۔ مرزا صاحب کا اجلاس عدالت ہیر غش کی کرگنا گعنٹو پاؤں پر کھڑا رہنا پیاس سے جان بلب ہو کر بیانی مانگنا اور پانی نہ ملتا۔ دغیرہ وغیرہ حالات قابل بدیہیں۔ مرزا صاحب اور اُن کے ارکین عدالت مولوی نور الدین۔ عبدالکریم کے علمی بیانات میں دروغ بیانیاں۔ بزت اور خلافت کی علمی کھوئے کے نئے کافی ہیں۔ کتابت و طباعت دیدہ زیب طایل اُرث پیر زمگین تیمت صرف ایک روپیہ۔

ملین کا پتہ نیجہ رسالہ نسل اللہ مسلم اللہ مسیح

برلن میں لاہوری ضرائموں کی ناک سس گر میاں اسلام کو پذیرا نام کرنے کے افتوشاں مشاغل

کردہ ارض کے جو سلمان بن میں تھیم ہیں۔ ان کا ایک غظیم اٹن جلد ہر فوج کو زیر اہتمام جماعت اسلامیہ بین ثمہ کے چھ بجے شروع ہوا۔ اور رات کے گیارہ بجے تک جاری رہا۔ نام نہادِ اخبن احمدیہ اشاعت اسلام لختی لاہوری میرزا یوشیوں کی اخبن نے بوجال بیان پھیلہ رکھا ہے اس کی قلمی کھول کر رکھ دی گئی۔ اور خیانت اسلام کو اس حقیقت سے آگاہ کر دیا گیا کہ ان لوگوں کا مقصد تبلیغ اسلام نہیں بلکہ کچھ اور ہے۔ انہوں نے صرف عاذۃ المسلمين کو دھوکہ دھول کر لئے کے لئے اشاعت اسلام کا دم خپلا سانہ لگا رکھا ہے۔ ورنہ انہیں اسلام سے دوسری نسبت بھی نہیں۔ اس تو قدر یہ اعلان بھی کیا گیا۔ کہ لاہوری میرزا یوشیوں نے جو اڑا بیان شجوں کے نام سے قائم کر رکھا ہے اس کا امام صرف مدنیت کی تبلیغ کرتا ہے اور تفریحات میں مشغول رہتا ہے میسحِ الٰہی ملکیت بنائی گئی ہے۔ اور ایک دفعہ ہیں اور فروخت بھی ہو چکی ہے یہ مسلمانوں کے پیل کی گئی۔ کوہ میرزا یوشیت کی حقیقت دشائی اسلام کو آگاہ کر دیں کہیہ اغیار و اچائب کی استماری ریشہ دو ایوں میں مدد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔ اول ازون کیلئے ہمارے اتنیں کا حکم رکھتے ہیں۔ اس اپیل کا مخاطب خاص طور پر مندرجہ ذیل حضرات کو بنایا گیا۔

ڈاکٹر ہاشمی (ربوی) عبدالعزیز جہاں (ربوی) خالد الزکر (رمضانی) محمد ناکوف (تاتاری) ڈاکٹر عبدالین خجا تی بے دعویٰ یحییں بو شافیان (ایرانی) اور علی زادہ (ایرانی) سیاضت احمد محمد صدر جماعت اسلامیہ بین (مصری) شاکر محمد بیان (تاتاری) ناردن فیشر (رمضانی) فخر الدین امام ترک روش بن دترک (محمد ایحیا خ (جز اشڑی) محمد حسن ہون (رمضانی) عمر شورث (رمضانی) فراوشین بے رئیں السمعۃ الحطیۃ والصریہ (ربوی) محمد سیحان المفتی (مصری) دارالعلوم جامع انہر، قاہرہ مصر عبدالجلیم علی (مصری) عالم دارالعلوم جامع ازہر مصر محمد اورشکری (مصری) احمد الحبوری (مصری) عبدالغفار الحدو (مصری) رکیما مظلوم بے پیغمبر کوئی دترک ڈاکٹر فؤاد حنی (مصری) ابو زید صدقی (مصری) عبدالیم یوسف ابو بکر (مصری) ڈاکٹر محمد ہلال فاسم (مصری) شفیق الدیب (مصری) غیریز محمد نصر (مصری) حسن محمد ایشڑی (مصری) احمد محمد بوعی (مصری) حسن حسن احمد (مصری) محمد نجیب شاہ (مصری) حسن حسن الصقر قوسی (مصری) عبد الفتاح محمد روزان (مصری) عبد الرزاق (مصری) عبدالممیز ایسم ازیات (مصری) محمد بن احمد دکش (مرکش) عمر محمد دکش (مرکش) عمر صدرا۔ رکش (مرکش) حسن بساو (مصری) حسن علی (مصری) احمد حمید (مصری) ابراہیم زرہ (مصری) عمر بن عبد الرحمن دکش (مرکش) عبد اللہ بن احمد (مرکش) تاز خان د اخنات (تاز عبدالغفار خ طلب (جز اشڑی) دلیر بن حمور رکش حسن محمد (تونس) حافظ (تونس) محمد رکیا اسکی (دوبی) دلیر بیان رکش عبداللطیف عبدالرہب (رکش) جبیل بن قریثی (رہنمی) عمر فاروق (دوبی) محمد قلعی فاروقی (دہشتی) ڈاکٹر محمد صدیق (دہشتی) محمد کاظم

علم حق

بخاری مکتبی ج ۲ ص ۱۰۷

جناب کن انسانیت! انی زبان تجارت پیشہ طبیوں کا قاعدہ ہے۔ کو ملبوک کتب سے ادھر نسل کے منید نئے فراہم کر کے اُنہیں کتابی صورت میں ترتیب دیا، امام نہاد صرف بنشے اور چکنے پڑتے ارشتمارات کی پروپرتی و ام سے پیسے ٹوکر لپاٹا اُ تو سیدنا کریما جس کا تصریح ہے۔ کہ عوام اس سب بلکن بوکے میں۔ اور اس قسم کی سینکڑوں کتابیں چھپے گئیں۔ یہ سو فتحی بجا سبی کگاں اُنل جانتے ہیں۔ کوئی غرض رسانی خلائق اور افلاع عامہ کا روازہ بالکل بند نہیں ہو گئی۔ ابھی جہاں میں پچھ لیتے لوگ باقی ہیں۔ جو بہود خلق کو ذاتی فرش پر قدوم کیجئے ہیں۔ فیض رسانی خلائق اور خدمت انسانی کے ہر خلوص بذیات کی وجہ سے چند سال ہوتے ہیں نے خاص سحری محربات کا ایک مجھوں کی پرمبارات سلطانی حصہ توں شائع کیا جس کی خوبیں کافی تاریخ اس سے ہو سکتی ہے۔ کتاب دین ہاں ہاں مقول ہائے فرشتہ بہنی عبیدی اثافت خلائق کی ذہبت پہنچی۔ وہ بھی ختم ہوتی۔ اب تیرسی بار چند اضافوں کے ساتھ چھپ کر تیا ہے۔ اپنائے لوث خدا ت کی قدر اور کتاب کی سرگرم پذیرائی کو دیکھ کر دن نے بھی مزید خدمت پر اکسایا۔ خروجت و قیمت اور احباب کے تقاضوں نے مجھوں کیا۔ تو محربات سلطانی حصہ دوسری نہادت کا ایسا یا ایسا یا سے حسب دخواہ مرتب ہو رہا ت اور کتاب کے ساتھ چھپی۔ اب محربات سلطانی ہر دو حصہ کی چند تباہی خصوصیات کا ذکر اسنے کیا جاتا ہے۔ بحیرہ۔ ۔۔۔ کہ آپ اس ناد تخت کو شرف قبولیت بخش کراؤں سے مستفید ہوں۔ اور ہماری نہادت کی دو ایں چند تباہی خصوصیات محربات سلطانی حصہ اول و دو حسب ذلیل ہیں۔ (۱) اس سے پاؤں تک امراء کے خدمت اور کئی محرب نسخہ جات نئی نئی شکل کے ترتیب اور درج جیں (۲)، دواؤں کے نام اور ترکیب اور فرماعام فہم اور دویں تحریر میں۔ (۳) کسی معمولی اور غیر محرب نسخہ کو کتاب میں بچکنے نہیں وی کئی بلکہ یہ ایسے سینکڑوں بے بہا اور پاپہ ناد تختوں کا مجموعہ ہے جن کو لوگ اگنہ سے بچنے نیاز ہے پوشیدہ رکھتے ہیں۔ اور قرآن، ماۃ لے جاتے ہیں۔ دھ۔ بعض دیسے چوت نکار عجائب نسخہ جات کتاب میں شامل کئے گئے ہیں۔ جن پر ۵۰ سال سے ہم ارشاد خانہ کا ایسا بھی سے چل رہا ہے (۴) بہت سے نئے نقاشوں زمان استاذ ڈم جیم مفتی سیلم ائمہ خاں صاحب مرحوم لاپوری و اسٹانڈا فیم علیم و ڈاکٹر محمد علیش صاحب طبیب ذاکر و پور کے مدد حقیقی سے درج کئے گئے ہیں۔ فناہی کرآن حضرات کے صندوق پر اور بیانی خاص کے نئے قابل ذکر ہیں۔ (۵) اس بالفہ سے پرستی کیا گیا ہے۔ اور فناہی نسخہ جات کے درج کرنے میں اخلاص و فراخ و مصلکی سے کام یا گیا ہے جسکی تصدیق مطالعہ اور بحیرہ کے بعد تو جدائی کی (۶) اہر قیمت و تسلیم کے لحاظ سے یہ کتاب مفید تریں فارما کو پیا اور تکلیم قرآن ایں کی حیثیت اختیار کر کے آپ کو تمام ملکوں کتاب کی ورقی کروانی سے بے نیا ذکر دے گی (۷) یہ کتاب بطبیب اور غیر طبیب ذاکر طوں اور دو یہ دن کے لئے رہے کل کئے اور کمال شہرت حاصل کرنے کا واحد ذریعہ بین سکتی ہے۔ ائمہ شاہد ہے کہ یہ نادر مجھوہ نہایت مفید طلب نسخہ جات کا ذخیرہ ہے۔ جس میں سینکڑوں صدر ای کیہی کتابیں نسخہ جات و درج ہیں۔ جب آپ ملاحظہ فرائیں گے۔ تو دل و جان سے اس پر قدا و عاشق ہو جائیں گے۔ تمام طبی رسائل نے اس کے پر ذور القاظیں ریویو فراہم کیے ہیں۔ اور نامی گرامی حلی رنسنے بہت تعریف کی ہے۔ اس نے ایک معمولی اروؤ و اولادہ شخصی بخوبی علاقت کر سکتا ہے۔ اور کامل طبیب بن سکتا ہے۔ اور ہر گھر میں اس کا ہوتا ضروری ہے۔ آپ جان سکتے ہیں۔ کہ ایسی کتاب کا ایک ہی نسخہ آپ کے حسب شاث پردا اترے تو کتاب کی تیزی نکل جاتی ہے۔ اور یہ قیمت ایک صدری نسخہ کا چالیسو اس حصہ بھی نہیں۔ قیمت حصہ اول بیچ سوم حصہ تقدیم نسخہ جات ۷۱۰۔ قیمت حصہ دو میں۔ تعداد نسخہ جات ۸۰۰ میں دو چند کے خریدار سے صرف سے فلاہ مصروف ٹوکرے جاویں گے۔ بخوبی چھپائی گئے۔ مکمل سرواقی نہیں ہے۔

مغلوک کیلئے مولوی حکیم محمد یار غان نبڑہ مسکن مقام لیانی ضلع شاہ پونچھ بیسیں ہے۔

تبلیغی کتب میں

تحقیقت شیعہ: مولف قطبی شاہ صاحب بیشتر
کے برہت رازوں کا انکشافت فی سینکڑہ پاچھوپے
فی نسخہ ... ایک آنے -
رکھات تراویح بیس کوت تراویح کا
ثبوت قرآن - حدیث - آثار اجماع امت سے
فی سینکڑہ ایک روپیہ ... دفعہ
ہدایات القرآن: علیسا یوں کے مشہورہ
حقائق القرآن کا بلطف رو - اس سارے ذریعہ میں ایک
کے مخالفت بھی درج ہوتے ہیں علیاً لائل کی تعدادیں
حقائق القرآن کو ہر مفت بوقتیم کرتے ہیں لہذا یہ ایات
القرآن کی وسیع شاعت پائیت فروزی ہے۔ قیمت
فی سینکڑہ سات روپیے - فی نسخہ تین آنے
سو اربعہ مہرزا ام مولفہ حاجی حکیم ڈاکٹر
محمد علی صاحب۔ اس کتاب میں طبی دلائل اور
مرزا صاحب کی تحریرات سے ثابت ہے
گیا ہے کہ میرزا غلام احمد قادریانی زنبی تھے نہ
سیع نہ مجدد تھے نہ ولی - بلکہ مرض مالیخولیا کے
مریض تھے۔ ان کے کل الہامات اور دعاوی
محض مرض مالیخولیا کے باعث تھے۔ یہ کمال اب
دوبارہ سمجھ افادۂ کے طبع ہوا ہے جسیں فاضل
مولف نے میرزا یوں کی بعض تحریری کا ذریع
نشکن جواب دیا ہے - قیمت ۵ ر

سیف اللہ اسلول: اس کتاب میں مولانا
ابو قفلہ پرنے مکمل خلافت پر معرفۃ الاراجیث کر کے
خطہ ارشاد ارشاد رضوان اللہ علیہم الحمد عجین کی خلافت حقہ
قرآن مجید کی آیات سے ثابت کی ہے۔ اس کتاب
میں فیض ہاری اور تخریب داری اور کائنۃ نہیش عیہ کے
رسائل بھی شائع کئے گئے ہیں یا لام صفحہ ای جمیلہ فہیب
شیخہ کا فتویٰ دربارہ ہم خواز بدعاۃ محمد بھی شائع کیا
گیا ہے ... قیمت ۸/-
حکیمہ میرزا شیریہ: جدید اسلام کے دستبر ۱۹۷۳
کا ایڈیشن جو قادریانی نمبر کے نام سے موسوم ہوا تھا -
اس میں ہنایت عمدہ مصنیعین قادریانیوں کے روپ میں
درج ہوئے ہیں۔ قیمت چار آنے ۴/-
محترم کتاب قادریان: مولفہ جانب سید
حسیب صاحب لاک اچادریاست لاہور۔ قادریان کے
عقاید پر مکمل تبصرہ اور رو قیمت ایک روپیہ
حرمت تحریریہ ارگی کے متعلق شیعہ علماء و
محتملین کے قنافسے - فی سینکڑہ دو روپیے -
علمی تواہز گذشتہ چار پاچھال کے رسائل
شمس اسلام کے کچھ پچھے موجود ہیں رسائل مت
جلد ناماب سہ جاہیں گے۔ اور پھر کسی قیمت پر نہ
مل سکنے کے شائقوں یا عین قیمت پر دو آنے فی
پہچھے کے حابے مسئلہ کئے ہیں:

پیشہ کا: منہج شمس الاسلام مجیدہ دیپنیاب

تبلیغی کتابیں

کشف الہمیں حصہ اول و سوم - مولفہ سید
وایت حین شام صاحب دیوری۔ یہ کتاب
شمس الاسلام کے ساتھ طبع ہو چکی ہے۔ اسکی
چند کاپیاں زائد طبع کرانی گئی ہیں۔ شاٹقین
جدلی طلب کریں۔ شیعہ کا رسالہ "لoram" کی
وفہ طبع ہو چکا ہے۔ اس کتاب کے فریحے شیعوں
کے نویامیان یا ظالمت کفر کی حقیقت واضح
کی گئی ہے۔ ان کے اعتراضات کے جوابات
نہایت ممتاز و شیاستگی سے دیے
گئے ہیں۔ قیمت اٹھ آنے دیر
تماز یا نہ عترت رویدا و مقدمات قادماں
اس کتاب میں ان فوجداری مقدمات گوڈاپورتی
صحیح رویدا درج ہے جن پر میرے قابیان دوال
مک مرجگروں ریکرسات سور و پیغمبر وہ یا جھوہ ماہ
قید کے سر ایا بہوئے تھے۔ ان داقفات کی تفضیل
درج کتاب ہے جو دو ایت مقدمہ قوی میں آتے رہے۔
مرزا صاحب کا اجلاس عدالت میں غش کھا کر نااصطہانی
پر کھڑا رہتا۔ پہاں سے جا بلب یوکریانی والکن اور یانی نہ
ملنا وغیرہ وغیرہ حالات قابلہ یہ میں مرزا صاحب اور ان کے
ارکین عدالت متواری نہ را ایں علیحدہ سخن بجا کیا میں درج
بیانیاں بنوتے اور خلافت کی قلی کھوئی کیلئے کافی ہیں۔

آخر صدیعیت: مولفہ شیرسلام مولانا ابوالفضل
دہر۔ اس کتاب میں ہشت یہ کی حقیقت کمال طور پر
کی گئی ہے تیوں کے جملہ مطاعن شیعوں کی فقہ کے
کھنافے میاں شیعوں اصول فرقہ۔ الہست کی
صدقت پر قرآن و حدیث اتوالی مکہ سادات رکبت
شیعہ کے حوالہ ہے پر زبردست دلائل بان کے لگائیں
اس کتاب کی موجودی شیعہ مقابله میں زبردست جہہ
کام دیتی ہے مجتہدین شیعہ کسی جواب سے باجز آ
چکے ہیں۔ شیعہ کے جملہ اعتراضات کے دنیان شکن
جواب دیئے گئے ہیں۔ قیمت تین روپیے۔

برق اسمانی رخمن قادریانی یہ وہ کتاب
ہے جس کا انتظار کرنے کرتے تھے تھک گئے
الحمد للہ کہ زیور طبع سے آراستہ ہو کر اس کا اول حصہ
شاٹقین کے ہاتھوں میں چار م روپیہ مولانا طہور صاحب
گوی کی پیتر کہہ الہار تصنیف فراہیوں کا ناطقہ بند
کرد یعنی شاٹقین بہت جلد طلبی ماویں۔ ورنہ ایڈن
ٹانی کا انتظار کرنا پڑا تھا قیمت لاکٹ کے برابر صرف ۱۰
تکڑہ مشاخچہ بچویہ: سجا بک مشہور عصر فعلی
خداون کے تاریخی مستند حالات حضرت مولانا محمد
نصیر الدین حسب صبا شیعہ حمۃ اللہ علیہ کے سوچ جیا مطاعن
کریکے خوشمدد حضرات مسیس رہ لاقیمت ہم طلبی نہیں
کتابت دطباعت دیہ زیب۔ میاں شیرزادہ وقت صرف ایک روپیہ رکھی

ملائکا: شیعہ شامیں الاسلام بھیروہ (بیٹیاں)

بائیہم طہور گویی ایڈ پر زیر پیشہ منورہ سرکیر کل پریں سکون ہے چھپکر دفتر شامیں الاسلام کھرو (بیٹیاں) شیعہ ہوا۔